مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ختمِ نبوّت

ہفت روزہ
کراچی

حضرت عبادہ رضؓ کہتے
ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ نے فرمایا کہ
رمضان کا مہینہ آگیا ہے جو بڑی برکت والا
ہے حق تعالیٰ شانہٗ اس میں تمہاری طرف متوجہ
ہوتے ہیں اور اپنی رحمت نازل فرماتے ہیں،
تمہارے تنافس کو دیکھتے ہیں اور ملائکہ سے فخر
کرتے ہیں پس اللہ کو اپنی نیکی دکھلاؤ
بدنصیب ہے وہ شخص جو اس مہینہ میں بھی
اللہ کی رحمت سے محروم رہ جائے

جلد ۳
یکم تا ۷ جون ۱۹۸۴ء مطابق ۳۰ شعبان تا ۶ رمضان ۱۴۰۴ھ
شمارہ ۱

خصائل نبوی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاح

اور دل لگی کے بیان میں

حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ

۳ ـ حدثنا عباس بن محمد الدوری قال حدثنا علی بن الحسن بن شقیق حدثنا عبد اللہ بن المبارک عن اسامۃ بن زید عن سعید المقبری عن ابی ھریرۃ قال قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک تداعبنا قال انی لا اقول الا حقًا ـ

۳ ـ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہم سے مذاق بھی فرما لیتے ہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں ہاں ۔ مگر میں کبھی غلط بات نہیں کہتا ۔

فائدہ ۔ صحابہ کے سوال کا منشا یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مذاق سے منع بھی فرما رکھا ہے اور ویسے بھی بڑائی کے شان کے خلاف ہے کہ یہ وقار کو گراتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری خوش طبعی اس میں داخل نہیں ہے ۔ چنانچہ باب کے شروع میں اس کی کچھ تفصیل گزر چکی ہے ۔

۴ ـ حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا خالد بن عبد اللہ عن حمید عن انس بن مالک ان رجلا استحمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی حاملک علی ولد ناقۃ فقال یا رسول اللہ ما اصنع بولد الناقۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ھل تلد الابل الا النوق ـ

۴ ـ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ کسی شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ کوئی سواری کا جانور مجھے عطا فرما دیا جائے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک اونٹنی کا بچہ تم کو دیں گے سائل نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں بچہ کو کیا کروں گا ؟ مجھے تو سواری کے لیے چاہیے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک اونٹ کسی اونٹنی کا بچہ ہوتا ہے ۔

فائدہ ۔ سائل کو گمان یہ ہوا کہ وہ چھوٹا ناقابل سواری ہوگا۔ اس حدیث میں علاوہ مزاح کے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ آدمی کو گفتگو میں دوسرے بات کمال غور و فکر سے سننی اور سمجھنی چاہیے۔

۵ ـ حدثنا اسحٰق بن منصور حدثنا عبد الرزاق حدثنا معمر عن ثابت عن انس بن مالک ان رجلا من اھل البادیہ کان اسمہ زاھرًا و کان یھدی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھدیۃ من البادیہ فیجھزہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد ان یخرج فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان زاھرًا بادیتنا و نحن حاضروہ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحبہ وکان رجلا دمیمًا فاتاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما وھو یبیع متاعہ واحتضنہ من خلفہ ولا یبصرہ فقال من ھذا ارسلنی فالتفت فعرف

باقی صے ۲۲ پہ ملاحظہ فرمائیں

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

جلد نمبر ۳

ختم نبوت کراچی

شمارہ نمبر ۱

فہرست

نمبر	عنوان	مصنف	صفحہ
۱۔	فضائل نبوی	حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ	۲
۲۔	ابتدائیہ	منظور احمد الحسینی	۵
۳۔	مرزا کے الہامات	مولانا تاج محمد صاحب	۷
۴۔	اک حرف ناصحانہ	مولانا محمد ازہر	۸
۵۔	تشکیکتیں		۱۳
۶۔	عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)	مولانا محمد اقبال بجوانی	۱۵
۷۔	کون سنے فریاد		۱۹
۸۔	قادیانی: ماضی، حال اور مستقبل	پروفیسر محمد سلیم	۲۱

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب
دامت برکاتہم سجادہ نشین
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

فی پرچہ

ڈیڑھ روپیہ

فون نمبر

۷۱۱۶۷۱

بدل اشتراک

سالانہ ــــ ۶۰ روپے
ششماہی ــــ ۳۵ روپے
سہ ماہی ــــ ۲۰ روپے

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمٰن
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

شعبہ کتابت

محمد عبدالستار واحدی
حافظ گلزار احمد

رابطہ دفتر

مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳

بدل اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپے
کویت، اومان، شارجہ دوبئی اردن اور شام	۲۳۵ روپے
یورپ	۲۹۵ روپے
آسٹریلیا، امریکہ، کینیڈا	۲۷۰ روپے
افریقہ	۳۱۰ روپے
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپے

ناشر

عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع: کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت: ۲۰/A ساشا مینشن
ایم اے جناح روڈ کراچی۔

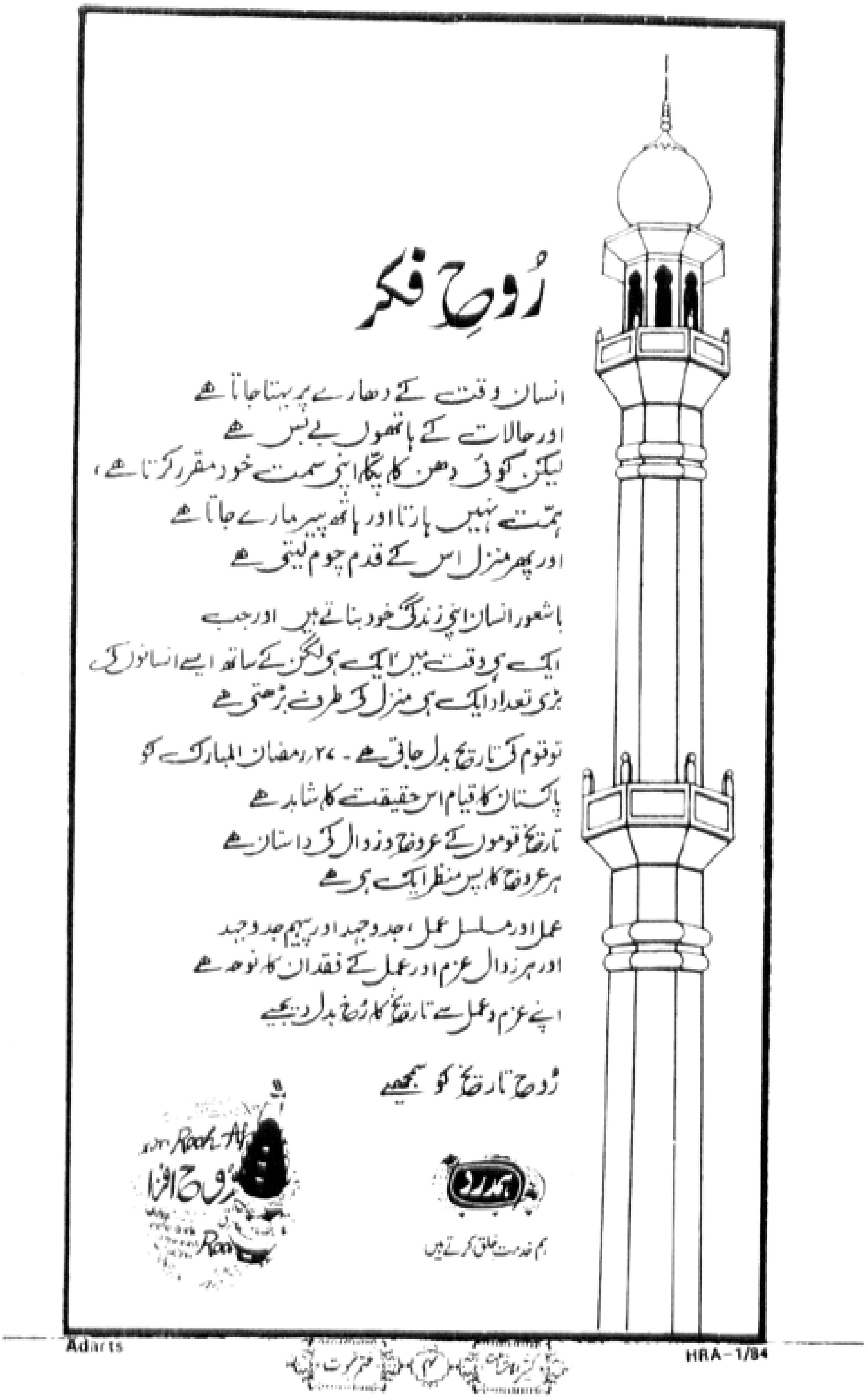

رُوحِ فکر
انسان وقت کے دھارے پر بہتا جاتا ہے
اور حالات کے ہاتھوں بے بس ہے
لیکن کوئی دھن کا پکا اپنی سمت خود مقرر کرتا ہے،
ہمت نہیں ہارتا اور ہاتھ پیر مارے جاتا ہے
اور پھر منزل اس کے قدم چوم لیتی ہے
باشعور انسان اپنی زندگی خود بناتے ہیں اور جب
ایک ہی وقت میں ایک ہی لگن کے ساتھ ایسے انسانوں کی
بڑی تعداد ایک ہی منزل کی طرف بڑھتی ہے
تو قوم کی تاریخ بدل جاتی ہے۔ ۲۷ رمضان المبارک کو
پاکستان کا قیام اس حقیقت کا شاہد ہے
تاریخ قوموں کے عروج و زوال کی داستان ہے
ہر عروج کا پس منظر ایک ہی ہے
عمل اور مسلسل عمل، جدوجہد اور پیہم جدوجہد
اور ہر زوال عزم اور عمل کے فقدان کا نوحہ ہے
اپنے عزم و عمل سے تاریخ کا رُخ بدل دیجیے
رُوحِ تاریخ کو سمجھیے
Rooh Afza
روح افزا
ہمدرد
ہم خدمت خلق کرتے ہیں
Adarts
HRA-1/84

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی والصلوٰۃ والسلام

علی من لا نبی بعدہ

قادیانیوں کا تعاقب جاری رہے گا

ہفت روزہ ختم نبوت کا اجراء ۲۹ مئی ۱۹۸۲ء کو ہوا تھا اور آج کی اشاعت سے اس کا تیسرا سال شروع ہو رہا ہے۔

ہم نے بے سروسامانی کے عالم میں محض اللہ تعالیٰ کے اعتماد اور بھروسے پر اپنا سفر شروع کیا تھا۔ یہ سفر آج تک جاری ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔

قادیانی تاریخ شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ذلت وخواری کے لیے پیدا کیا ہے۔ ہر دس پندرہ سال بعد ان سے ایسی حماقتیں سرزد ہوتی رہتی ہیں جو ان کی ذلت و رسوائی پر منتج ہوتی ہیں اور وہ مدت تک اپنے زخم چاٹنے پر مجبور رہتے ہیں جب ان کے زخم کسی حد تک مندمل ہوتے ہیں تو ان کو کوئی دوسری حماقت سوجھتی ہے۔ چنانچہ قیام پاکستان کے بعد انھوں نے اشتعال انگیز بیانات داغنے اور "دشمنوں سے انتقام لینے" کے اعلانات شروع کر دیئے اور ان کی اس احمقانہ جسارت کے نتیجے میں ۱۹۵۳ء کی تحریک اٹھی جس نے ان کو چھٹی کا دودھ یاد کرا دیا۔

مسٹر بھٹو کے دور میں قادیانیوں نے بہروپ وغیرہ اختیار کیا اور ایک بار پھر یہ آپے سے باہر ہوگئے۔ قادیانیوں کے تیسرے سربراہ مرزا ناصر نے قادیانیوں کو باور کرایا کہ ہم غلبہ پانے والے ہیں "گھوڑ سوار" "سائیکل سوار" اسکیمیں زور شور سے شروع کی گئیں یہاں تک کہ مرزا ناصر مت دشمنی میں آپے سے باہر ہوگئے اور عالم اسلام کے مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

"تم (مسلمان) لومڑی کا لبادہ اوڑھ اور گیدڑ کا لباس پہن کر نکلتے ہو اور چیختے چنگھاڑتے ہو اور سمجھتے ہو کہ ہم تم سے مرعوب ہو جائیں گے۔ ہمیں (قادیانیوں کو) تو خدا تعالیٰ نے شیر کی جرأت سے بڑھ کر جرأت عطا فرمائی ہے"

(آزاد کشمیر اسمبلی کی ایک قرارداد پر تبصرہ صفحہ ۱۲)

ساتھ ساتھ مسلمانان پاکستان کو یہ دھمکی بھی دی کہ:

"اس قسم (آزاد کشمیر اسمبلی کا فیصلہ کہ قادیانی غیر مسلم ہیں۔ناقل) کے فتنہ و فساد کے نتیجہ میں پاکستان قائم نہیں رہے گا"

یہاں تک بس نہیں انھوں نے نہ صرف مسلمانوں کو کھلے بندوں دھمکیاں دینی شروع کر دیں بلکہ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو کالج کے طلبہ پر حملہ کرنے کی حماقت بھی کر ڈالی۔ جس کے نتیجے میں تحریک چلی اور بالآخر قادیانی ناسور کو آئین کے نشتر سے جسد ملت سے کاٹ کر الگ پھینک دیا گیا۔ جس سال ۱۹۷۴ء کو وہ اپنے بے غلبے کا سال کہہ رہے تھے وہی ان کے لیے ذلت و عذاب خداوندی کا نمونہ ثابت ہوا۔

۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم کے بعد بھی قادیانی اپنے خبث باطنی کی وجہ سے باز نہ آئے۔ سابق اور موجودہ حکومت کی ڈھیل کی وجہ سے انھیں ایک بار پھر کھل کھیلنے کا موقع ملا اور انھوں نے ایک بار پھر "دشمن سے انتقام" لینے کا منصوبہ بنایا چنانچہ ۱۷ فروری کو مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ کے مبلغ مولانا محمد اسلم قریشی کو اغوا کر لیا۔ مجلس نے اس سلسلے میں پریس کانفرنسوں، جلسوں اور ملاقاتوں کے ذریعے حکومت کو اس سلسلے میں بار بار جھنجھوڑا۔ بیرون

ملت اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ ــــ ختم نبوت

ممالک کے مسلمانوں نے کثیر تعداد میں خطوط اور تاروں کے ذریعے اپنی تشویش کا اظہار کیا۔ امام حرم نے اپنے خطوط کے ذریعہ قادیانیوں کے اس فعل کی شدید مذمت کی اور حکومت پاکستان سے مولانا اسلم قریشی کی بازیابی کا مطالبہ کیا۔ یہ خاموش احتجاج ایک سال تک جاری رہا۔ ایک سال گذرنے کے بعد قوم کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے مجلس عمل کی طرف سے یہ فیصلہ کیا گیا کہ اگر ۳۰ اپریل تک ہمارے مطالبات منظور نہ ہوئے تو قادیانیوں کی تمام عبادت گاہوں کو مسجد ضرار کی طرح مسمار کر دیا جائے گا اس سلسلے میں ملک گیر احتجاج ہوا۔ سیالکوٹ، کوئٹہ، حیدر آباد، فیصل آباد، کراچی، لاہور اور دیگر تمام بڑے شہروں میں کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ ۲۷ اپریل ختم نبوت کانفرنس راولپنڈی میں اس احتجاج کی آخری کڑی تھی۔ صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق مسلمانوں کی اس تشویش کی گہرائی اور گیرائی کو محسوس کرتے ہوئے ۲۶ اپریل کی شام کو قادیانیوں پر کاری ضرب لگاتے ہوئے قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیاں روکنے کا آرڈی نینس جاری کر دیا۔ جس کے تحت قادیانی عبادت گاہوں کو مسجد کہنے یا اذان دینے، اور اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے یا اپنے آپ کو مسلمان کہنے پر تین سال قید اور جرمانے کی سزا کا اعلان کیا گیا اور قادیانیوں کی تبلیغ ممنوع قرار دی گئی۔ اسی آرڈی نینس کے نفاذ کے بعد مسلمانوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ قادیانیوں کے لیے اچھا موقع تھا کہ وہ اس آرڈی نینس کو بدل و جان تسلیم کر لیتے مگر اس آرڈی نینس کی سیاہی ابھی خشک نہیں ہونے پائی تھی کہ انھوں نے قولی اور عملی طور پر موجودہ آرڈی نینس کی خلاف ورزی شروع کر دی اور اپنی سابقہ روایات کے مطابق ریشہ دوانیوں کا دروازہ پھر سے کھول دیا۔ چنانچہ ایک قادیانی رہنما مجیب الرحمٰن نے امریکی جریدہ " واشنگٹن پوسٹ " کے نمائندہ کو بیان دیتے ہوئے جو زہر اگلا ہے وہ تمام قارئین نے اخبارات میں پڑھ لیا ہوگا۔ ہم صرف اس کا ایک جملہ یہاں پیش کرتے ہیں:

" جناب مجیب الرحمٰن نے کہا کہ اپنے خلاف نافذ ہونے والے حالیہ قانون کو ہم نے قبول نہیں کیا ہے، لیکن ہم اس کی خلاف ورزی نہیں کر رہے ہیں کیوں کہ ایسی صورت میں ہمیں جیل بھیج دیا جائے گا۔ جناب مجیب الرحمٰن نے کہا کہ قادیانی کسی قیمت پر بھی اپنے آپ کو غیر مسلم نہیں کہیں گے۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو ہمارا جذبہ دم توڑ دے گا" (روزنامہ جنگ ۱۸ مئی ۱۹۸۴ء)

مجیب الرحمٰن کے مندرجہ بالا بیان میں جہاں قادیانیوں کو ڈھارس بندھانے کی ناکام کوشش کی گئی ہے وہاں اس بیان سے یہ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے حالیہ آرڈی نینس کو قبول نہیں کیا۔ ۹ مئی کو دوپہر سے قبل مولانا قاری اشرف ہاشمی جو ہانگ کانگ میں تعمیر ہونے والی اولین مسجد کی افتتاحی تقریب میں شرکت کے لیے ٹکٹ خریدنے کی غرض سے گھر سے نکلے تھے کو ان کو اغواء کر لیا گیا۔ مولانا اسلم قریشی کے اغواء کے بعد اپنی نوعیت کا یہ دوسرا واقعہ ہے۔ مولانا ہاشمی کے ورثاء نے کہا کہ اس میں قادیانیوں کا ہاتھ ہے کیوں کہ مولانا کی کسی سے بھی ذاتی عداوت نہیں تھی۔ نیز روزنامہ جنگ ۱۸ مئی کی خبر کے مطابق ۱۷ مئی کو ایک قادیانی کمانڈو صفدر رانا کے خلاف ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ محمد اسمٰعیل قریشی کی ہدایات پر سٹی پولیس نے مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی کیوں کہ اس قادیانی کمانڈو نے صدر مجلس سیالکوٹ کو اغواء اور قتل کرنے کی نیت سے ان کے مکان کے گرد چکر لگائے تھے۔

ٹھیک اسی تاریخ ۱۷ مئی کی شام کو عصر سے پہلے مجلس کراچی کے معاون مبلغ مولانا عبداللہ پر قادیانیوں نے حملہ کر دیا اور اغواء کی بھرپور کوشش کی جس کی تمام تر تفصیلات اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں۔

قادیانیوں کی اس ناعاقبت اندیشی سے ملک کو نقصان پہنچنے کا شدید خطرہ ہے، مسلمان اس وقت اضطراب میں ہیں، اگر مسلمانوں نے جوابی کارروائی کی تو قادیانی اس کی تاب نہ لا سکیں گے۔ لہٰذا ہمارا قادیانیوں کو ہمدردانہ مشورہ ہے کہ وہ اپنی ریشہ دوانیوں سے باز آجائیں۔ اسلامی اور ملکی قوانین کا احترام کریں نیز حکومت کو چاہیئے کہ وہ قادیانیوں کے خلاف سخت قدم اٹھا کر ان کو کیفر کردار تک پہنچائے تاکہ مسلمان مطمئن ہو سکیں۔

منظور احمد الحسینی

مجلہ اسلامیہ کا بین الاقوامی ہفت روزہ — ختم نبوت

مرزا غلام احمد کے انٹ سنٹ الہامات

مولانا تاج محمد صاحب مدرس قاسم العلوم فقیر والی

جہاں تک ہم نے مرزا غلام احمد قادیانی کے مجموعہ الہامات و اشتہارات "تذکرہ"، "البشریٰ"، "تبلیغ رسالت" کا مطالعہ کیا ہے۔ ہماری تحقیق یہ ہے کہ مرزا صاحب نے زندگی بھر میں ۲۶۱ اشتہارات شائع کیے اور ان کو ۲۲۲۸ عربی۔ ۱۵۰، اردو۔ ۳۹ فارسی ۔ ۵، پنجابی اور ۳۱ انگریزی الہامات ہوئے۔ الہامات کا لفظ ہم مرزا صاحب کے زعم کے مطابق اور ان کے دعویٰ کی وجہ سے لکھ رہے ہیں۔ ورنہ جب ہم ان کو کاذب ہی سمجھتے ہیں تو ان کے الہامات کو خداوند تعالیٰ کی طرف سے سچے کیسے کہہ سکتے ہیں۔

ہمیں یہاں عرض یہ ہے کہ اگر خدائی الہامات ایسے ہی ہوتے ہیں تو پھر نبوت کا تقدس پاک ہے۔ بطور نمونہ از خروارے یہ الہامات پڑھیے اور سر دھنیے۔

(۱) کشتیوں کا بیڑا غرق ہو گیا (۲) میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا (۳) ذلیل انسان کا بیڑا غرق ہو گیا (۴) میں اس گھر سے جانے کو تھی مگر تیرے واسطے رہ گئی (۵) راز کھل گیا (۶) افسوس صد افسوس (۷) اسسٹنٹ سرجن (۸) تائی آئی (۹) تار آئی (۱۰) اب تک اچھا نہیں چھوڑتی (۱۱) تین بکرے ذبح کیے جائیں گے (۱۲) آریوں کا بادشاہ (۱۳) آسمانی بادشاہت (۱۴) اس پر آفت پڑی آفت پڑی (۱۴) پاطوس (۱۵) ایک دانہ کس کس نے کھایا (۱۶) پریشن (۱۷) چالوس (۱۸) پیٹ پھٹ گیا (۱۹) چوہدری رستم علی (۲۰) تسبیح تسبیح تسبیح (۲۱) دو پل ٹوٹ گئے (۲۲) دو شہتیر ٹوٹ گئے (۲۳) سرنگ (۲۴) عورت کی چال (۲۵) منہ کالے (۲۶) میں اس عورت کو سزا دوں گا (۲۷) ہاں میں خوش ہوں (۲۸) ہماری قسمت اُتوار، (۲۹) یہ ہو گا یہ ہو گا پھر انتقال ہو گا (۳۰) الحمد للہ رسید ہوا اولیٰ (۳۱) آتش فشاں (۳۲) بستر عیش (۳۳) پاک (۳۴) تو بہ (۳۵) شکار مرگ (۳۶) عمر دراز (۳۷) ماتم کدہ (۳۸) شہیدستان عزت را (۳۹) دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری (۴۰) خاکسار پیپرمنٹ (۴۱) دقت رام (۴۲) لاہور میں ایک بے شرم ہے (۴۳) زمین کہتی ہے (۴۴) پراطوس (۴۵) بشیر (۴۶) خدا میرا بھی گناہ بخشے (۴۷) خوشحال ہے خوشحال ہے (۴۸) خوشی و خرمی (۴۹) غیر (۵۰) داغ ہجرت (۵۱) دل جمع دیا گیا (۵۲) دوبارہ زندگی (۵۳) شادی خان (۵۴) ثمر آئی (۵۵) علم کتاب (۵۶) عمل باس (۵۷) علیا بیگم (۵۸) عمر براطوس (۵۹) کرنسی فوٹ۔ (۶۰) کشتی تیار کر (۶۱) کھل جائیں گے (۶۲) امتحاناً لوگ رہتی ہے (۶۳) ناکامی (۶۴) وقت کو پالے (۶۵) وہ بے چارہ فوت ہو گیا (۶۶) ہاں میں دلشنی آدمی ہوں (۶۷) یہ دو گھری مر گئے (۶۸) آثار زندگی (۶۹) جائے دمشق (۷۰) بامراد (۷۱) چراغ دین (۷۲) عفیف مسیح (۷۳) حسن بیان (۷۴) انشاءاللہ خیر و عافیت (۷۵) دولت احمد (۷۶) رد بلا (۷۷) مضر صحت (۷۸) مبارک (۷۹) وقت رسید (۸۰) آریوں کا بادشاہ (۸۱) خدا قادیان میں نازل ہو گا (۸۲) جس کا تھا اس کے پاس آ گیا (۸۳) خوش و خرم باش (۸۴) تقدیر مبرم ہے اور ہلاکت مقدر (۸۵) میں اس عورت کو سزا دوں گا (۸۶) آتش فشاں (۸۷) کفن لپیٹا گیا (۸۸) دو گوسفندان عالی جناب (۸۹) زندگیوں کا خاتمہ (۹۰) بادشاہ آیا (۹۱) اب تو ہماری جگہ جنت ہم چلتے ہیں (۹۲) تحفۃ الملوک (۹۳) فتح فتح فتح (۹۴) بے ہوشی پھر غشی پھر موت۔

باقی صفحہ ۲۳ پر

ردِ قادیانیت

مولانا محمد ازہر

اِک حرفِ مجرمانہ

بجواب

اِک حرفِ ناصحانہ

دوسرا مغالطہ

دوسرا مغالطہ یہ تھا کہ شعائر اسلام کو غیر استعمال کریں تو مسلمانوں کی دلآزاری نہیں ہونی چاہیئے۔ ظاہر ہے کہ مسلمان کا غیر، غیر مسلم ہوگا، تو گویا اس کا منشاء یہ ہے کہ کافر شعائر اسلام استعمال کریں تو مسلمان کو خاموش رہنا چاہیئے۔ اور رواداری اور وسعت قلبی سے کام لینا چاہیئے۔ یہ ایک ایسا "ناصحانہ" مشورہ ہے کہ اگر اسے تسلیم کر لیا جائے تو دین اسلام کا اپنی کوئی صورت باقی نہ رہے گی حق و باطل کا امتیاز ان کے جداگانہ تشخص پر ہی مبنی ہے۔ اسلامی شعائر کے استعمال کی اجازت مرزائیوں کو صرف اس صورت میں مل سکتی ہے، لیکن صرف اسی صورت میں جب وہ اپنی جداگانہ متشخص تصور کو ختم کرکے امت کے اجماعی عقیدے کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور مرزا غلام احمد قادیانی کو کاذب و مفتری تسلیم کر لیں۔ اس صورت میں اسلام کشادہ دلی کے ساتھ انھیں دینی اخوت کے رشتے میں منسلک کرتا ہے۔ لیکن اگر "برائی" اپنی صورت پر قائم رہے اور "نیکی" کے ساتھ اس طرح مل جائے کہ ظلمت و نور کا امتیاز، خیر و شر کا فرق ختم ہو جائے تو ایسے التباس کا مطلب قطعاً اسلام حقیقی اور امت اسلامی دونوں کی نفی ہے۔ قادیانیوں کے اس "ناصحانہ" مشورہ سے خدائے بزرگ و برتر نے یہ فرما کر بچنے کا حکم دیا ہے کہ ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون (البقرہ رکوع ۵) حق کو باطل میں مت ملاؤ اور جانتے بوجھتے ہوئے حق کو مت چھپاؤ۔

سوال یہ ہے کہ ایک کافر کس مقصد کی خاطر شعائر اسلام کے استعمال کی اجازت طلب کرتا ہے؟

اسلام تو آیا ہی معروف و منکر، طیب و خبیث، حلال و حرام اور حق و باطل میں خط فاصل کھینچنے کے لئے اگر ہم اسلام کے اس بنیادی اصول کو نظر انداز کر کے حق و باطل کے درمیان امتیازی نشانات کو مٹا دیں گے تو قرآن کی سعید و شقی، نیک و بد، مطیع و سرکش، مسلم و کافر اور اولیاء الرحمٰن و اولیاء الشیطان کی تقسیم بے معنی ہو کر رہ جائے گی۔ حق و باطل کے درمیان التباس و تلبیس پیدا کرنے والوں سے خدا کی آخری کتاب نے استفسار کیا ہے۔

افنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون۔ کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کی طرح کر دیں گے۔ تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟

قرآن بینا اور نابینا، نور اور ظلمت، دھوپ اور سایہ اور زندہ اور مردہ کے درمیان فطری اور حسی امتیاز اور فرق کو واضح کرتا ہے جب تک ایک مسلمان میں تمام اسلامی خصوصیات موجود رہیں وہ غیر مسلم نہیں ہو سکتا اور جب تک کسی شخص میں اسلام کے مجموعی خصائص اور علائم جمع نہ ہوں وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔ وما یستوی الاعمیٰ والبصیر ولا الظلمات ولا النور ولا الظل ولا الحرور وما یستوی الاحیاء ولا الاموات (سورۃ الفاطر رکوع ۳ پ ۲۲)

کا ارشاد ربانی اسی حقیقت کو آشکارہ کر رہا ہے۔ حق و باطل کے درمیان التباس و تشبہ کا وجود جانبین ہی سے متحقق ہو سکتا ہے۔ جہاں مسلمانوں کو تشبہ بالاغیار سے بچنے کے تاکیدی احکام دیئے گئے ہیں وہاں غیر مسلموں کو بھی اس بات کا پابند کیا گیا کہ وہ مسلمانوں جیسی ہیئت و صورت اختیار نہ کریں۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسلمانوں کو ان کی قومی روایات اور ملی امتیازات پر قائم رہنے کی سختی سے تلقین فرماتے۔ آذربائیجان کی عرب رعایا کے نام بھیجے جانے والے فرامین کے چند جملوں کا ترجمہ ہم کنزالعمال سے نقل کرتے ہیں۔

"بعد الحمد والصلوٰۃ، اے لوگو ازار اور چادر استعمال کرو، چپل پہنو، خفاف ترک کرو، پاجاموں کے پابند مت بنو، اپنے جد اعلیٰ اسمٰعیل علیہ السلام ہی کا لباس اپنے لیے ضروری سمجھو، اور خبردار عجمیوں کی ہیئت و مشابہت و تنعم

اختیار نہ کرو، حمام کی ضرورت ہو تو دھوپ کو کافی سمجھو، یہی عرب کا حمام ہے۔ طلاوہ شوقی اختیار نہ کرو۔ کھردرا کپڑا پہنو، پھٹے پرانے سے پرہیز نہ کرو، سواری کیا کرتے رہو، نشانہ بازی کو شعار بناؤ، کود پھاند اور بھاگ دوڑ جاری رکھو۔ (کنز العمال بحوالہ التشبہ فی الاسلام صفحہ ۱۰۲)

حضرت فاروق اعظم کا ایک ایک جملہ اسلامی معاشرت، تحفظ حدود اور قومی امتیاز کے وجود کی اہمیت کو واضح کر رہا ہے۔

غیر مسلم کیسے رہیں

قادیانی حضرات تو رواداری کے نام پر نماز، روزہ، حج اور دیگر عبادات کی اجازت مانگتے ہیں۔ اسلامی معاشرت تو لباس، نام، کنیت، سواری، سر کے بال اور کلام و تکلم ایسے معاشرتی امتیازات میں بھی کافر و مسلمان کی تمیز و تفریق کی قائل ہے۔ حضرت سیدنا فاروق اعظم نے ذمیوں سے بطور شرائط کے جو عہد لیا تھا وہ ملاحظہ فرمائیں۔

"ہم (مسلمانوں کی حکومت میں بسنے والے غیر مسلم) مسلمانوں کی توقیر کریں گے، ہم اپنی مجلسوں سے کھڑے ہو جائیں گے۔ اگر وہ بیٹھنے کا ارادہ کریں گے۔ ہم ان کے ساتھ کسی بات میں مشابہت و تشبہ لباس میں نہ کریں گے۔ ٹوپی ہو یا عمامہ، جوتے ہوں یا سر کی مانگ ہم ان کا سا کلام نہ کریں گے۔ ہم ان کی سی کنیتیں نہ رکھیں گے، ہم زین پر گھوڑے کی سواری نہ کریں گے، تلوار نہ لٹکائیں گے، کوئی ہتھیار نہ رکھیں گے، ہم اپنی مہروں کے نقش عربی میں کندہ نہ کرائیں گے، ہم طرہ (سر کے آگے حصے کے وہ بال جو بطور فخر کے رکھے جاتے ہیں) کٹوا دیں گے (جیسے کہ آج بھی انگریزی بال کے نام سے یہ طرہ مشہور ہے) ہم جہاں بھی رہیں گے اپنی ہی وضع پر رہیں گے ہم اپنی کمروں پر زنار باندھیں گے۔ گرجوں پر صلیب کو بلند نہ کریں گے، مسلمانوں کے راستوں اور بازاروں میں اپنی کتابوں اور صلیب کو ظاہر نہ کریں گے۔ ہم اپنے گرجوں میں ناقوس نہایت ہلکی آواز میں بجائیں گے۔ ہم اپنے مردوں کے ساتھ آواز نہ اٹھائیں گے، مسلمانوں کی سڑکوں میں ہم اپنے مردوں کے ساتھ آگ نہ لے جائیں گے، ہم اپنی عبادتیں بلند آواز سے نہ کریں گے۔ اگر مسلمان کہیں قریب ہوں تو گرجوں میں قرات بھی زور سے نہ پڑھیں گے اور نہ ہم دعا استسقاء کے لیے ہجوم لے جائیں گے اور نہ ہم اتوار کی عید اور اس کا جشن منائیں گے، نہ ہی مسلمانوں کے قبرستان میں اپنے مردے دفن کریں گے۔"

(اقتضاء الصراط المستقیم لابن تیمیہ)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی مومنانہ فراست کی روشنی میں ان کا ایک ایک ارشاد عجمیت و ذمیت اور مسلمانوں کے قومی و ملی امتیاز و تشخص کو واضح کر رہا ہے۔ آج اسلامی حکومت کے غیر مسلموں پر مندرجہ بالا ہدایات فاروقی میں سے کسی ایک کا بھی نفاذ نہیں ہے۔ اسی مسامحت اور بے موقع رواداری نے آج کفار کو اس پر آمادہ کر دیا ہے کہ وہ مسلمانوں کی عبادات میں شرکت کو بھی اپنا قومی حق سمجھنے لگے ہیں۔ "ایک حرف ناصحانہ" ہماری اجتماعی بے حسی اور ملی بے شعوری کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فرامین سے اسلام اور کفر کی حدود اور مراتب کا تعین ہو گیا۔ فاروقی فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ عزت و شوکت کے تمام اسلامی شعائر مسلمانوں کے ساتھ خاص ہیں۔ اسی طرح کفار کے لئے بھی حدود کے اندر رہتے ہوئے کچھ امتیازات ہیں۔ اسلام جہاں مسلمانوں کو کفر کے بدترین شعائر کے اختیار کرنے سے روکتا ہے وہیں کفار کو بھی بحالت کفر اسلام کے پاک شعائر سے الگ کرتا ہے۔ کیونکہ کسی جانب سے بھی تشبہ تلبیس اور عدم امتیاز کے لئے کافی ہے۔ اور یہ عارضہ اسلام کے لئے سخت مضر ہے۔

ناظرین اندازہ فرمائیں کہ جب ایک مؤذن مسلمانوں جیسی شکل کے ساتھ "مسجد" میں مسلمانوں کی اذان کے مشابہ کلمات کہتا ہے تو اس کی کیا ضمانت ہے کہ کوئی مسلمان اسے مسلمان سمجھ کر اس کی مسجد کا رخ نہ کرے گا۔ یہ کتنا بڑا فریب اور دھوکہ ہے جس کی وجہ سے ایک مسلمان، ایک کافر کے پیچھے ہاتھ باندھے اقتداء کے لئے کھڑا ہو گا۔؟

اسی طرح اگر کوئی عیسائی، یہودی، پارسی یا دہریہ، اسلامی اصولوں سے متاثر ہو کر اسلام کی طرف راغب ہو اور وہ بدقسمتی سے کسی مرزائی مبلغ کے ہتھے چڑھ جائے تو کیا وہ اسلام کے نام پر کفر کے شکنجے میں نہ پھنسے گا؟ جس معصیت یا مصیبت سے وہ غریب بچایا جاتا تھا اس سے کئی گنا بڑی مصیبت کا شکار ہو گیا، اس کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ ایک کافر کو اسلام کے نام کے استعمال کی اجازت تھی اور یوں ایک شخص جہنم سے نکل کر پھر اسی میں جا گرا۔

کیا وسعت ظرفی کے نام پر مسلمان اپنی تمام روایات و تعلیمات کو پس پشت ڈال کر اسلام کے نام سے کفر کی تبلیغ ہوتے دیکھیں اور خاموش رہیں۔ اصحاب فکر ازراہ عدل کچھ تو انصاف فرمائیں۔

مرزا غلام احمد کے لئے علیہ السلام کا استعمال

کہا گیا ہے کہ جب یہودی اور عیسائی اپنے نبیوں کے نام کے ساتھ علیہ السلام کا اضافہ کر سکتے ہیں تو مرزائیوں کے لئے کیوں ممنوع ہے؟

ہم کو حیرت ہیں کہ اس جملے میں کس قدر مغالطہ اور فریب دہی کی کوشش کی گئی ہے۔ کیا خداوند تعالیٰ کے سچے نبیوں کے لئے علیہ السلام کا استعمال اور کیا ایک جھوٹے مدعی نبوت کے لئے۔ عیسائیت اور یہودیت کا منسوخ ہونا اور چیز ہے۔ اور اس کے بانیوں کا خدا کا سچا پیغمبر ہونا الگ چیز ہے۔ "علیہ الصلوٰۃ والسلام" ایک دعائیہ جملہ ہے جو اگرچہ لغتاً اللہ کے ہر صالح اور مقبول بندے کے لئے استعمال ہو سکتا ہے چنانچہ بعض حضرات نے غیر نبی کے لئے استعمال بھی کیا ہے۔ مگر امت کی اکثریت کا مذہب و عقیدہ یہی ہے کہ اس کا استعمال نبی کے سوا کسی کے لئے درست نہیں خواہ وہ بزرگی اور نیکی کے کتنے ہی بلند مقام پر ہی فائز کیوں نہ ہو۔

امام نووی فرماتے ہیں ان ذلک مخصوص فی لسان السلف بالانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ اکابر امت کے نزدیک یہ لقب صرف انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔

ملاحظہ فرمایئے کہ جب "علیہ السلام" کا لقب کسی بڑے سے بڑے شیخ، قطب وقت، امام بلکہ صحابی کے لئے بھی استعمال نہیں ہو سکتا تو جھوٹے مدعی نبوت کے لئے اس کا استعمال مسلمانوں کے لئے باعث اشتعال کیوں نہ ہوگا۔ جھوٹے نبی کے لئے یہاں یہ لفظ نہیں وہ عمل سامنے آنا چاہئے جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کے لئے روا رکھا تھا، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبر و رضا اور پیکر علم و عفو تھے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جیتاں کرم اور جانی دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک کے دلآویز حیرت انگیز واقعات بلاشبہ تاریخ عالم کا حسین ترین اور نادر باب ہیں۔ لیکن یہ حقیقت اسلام کے کسی طالبعلم پر مخفی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عفو و کرم اور درگذر صرف ذات اقدس کو ایذاء پہنچانے والوں کے حق میں تھا نہ کہ احکام دین کی بے حرمتی اور جنگ کرنے والے کے بارے میں۔ پورا ذخیرہ حدیث اس کا شاہد ہے کہ احکام خداوندی کی خلاف ورزی کرنے کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ اور ناراضگی کی تاب ممکن نہ ہوتی تھی۔ حدود خداوندی احکام الٰہی کا نام ہے۔ اگر پیغمبر بھی ان کی رعایت نہ فرمائیں گے تو حدود اللہ کو دنیا میں قائم کرنے والا کون ہوگا؟ کیا یہ رسول اللہؐ پر الزام نہیں کہ آپ اللہ کی نافرمانی ہوتے دیکھتے تھے اور معاف کر دیتے تھے۔ حدود اللہ کی خلاف ورزی ملاحظ فرماتے تھے اور درگذر کر دیتے تھے، اللہ کے احکام کو پامال ہوتے دیکھتے تھے اور خاموش رہتے تھے؟ کیا آپ کے صبر و رضا اور عفو و حلم کا یہی مطلب کتب حدیث و تاریخ میں بیان کیا گیا ہے۔ ما لکم کیف تحکمون

منہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار، ذات اقدس کی توہین، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اہانت اور دیگر انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام کی شان میں گستاخیوں کے جرم کے مرتکب ہیں۔ ان امور کا تعلق ایک مسلمان کی ذات سے نہیں ایمان سے ہے، مرزائیوں کے دجل و فریب پر سکوت یا بالفاظ ان کے عفو کا مطالبہ درحقیقت مسلمانوں کو متاع ایمان سے محروم کرنے کی گہری چال ہے۔

اسلامی اصطلاحات

قادیانیت اس اعتبار سے اسلام اور مسلمانوں کے لیے عیسائیت اور یہودیت سے بھی زیادہ ضرر رساں اور خطرناک ہے کہ عیسائی اور یہودی اپنی دعوت و تبلیغ میں اپنے عقائد کے اعتبار سے مخلص اور منصف ہیں۔ عیسائیت اور یہودیت کا باطل ہونا اور چیز ہے لیکن ایک پادری یا راہب جب کسی کو اپنے مذہب کے قبول کرنے کی دعوت دے گا تو عیسائیت اور یہودیت ہی کی طرف بلائے گا۔ اہل اسلام کے نزدیک یہ دونوں گروہ ملت اسلامیہ سے علیحدہ ہیں تو گویا ایک کافر کفر کی طرف دعوت دیتے وقت کفر ہی کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ اب جو شخص اپنے اختیار سے اللہ کی آگ کو اپنے اوپر حلال کرنا چاہتا ہے وہ اس کی دعوت کو قبول کرنے کا مختار ہے مگر وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں کسی فریب کا شکار ہو گیا ہوں۔ اس کے برعکس مرزائیوں نے دجل و فریب کا راستہ اختیار کیا اور اپنی صحیح حیثیت واضح کرنے کی بجائے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اور اسلام کے نام سے اپنا تعارف کرایا۔ اسلام کے مدعی ہونے کی وجہ وہ تمام دینی اصطلاحات اور شعائر جو دین اسلام کے لیے مخصوص ہیں۔ مرزائیوں نے بے دھڑک اپنے لئے استعمال کئے اور کر رہے ہیں۔ مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت سے آج تک اس فتنہ کے استیصال و تعاقب سے علماء حق نے کبھی غفلت نہیں کی۔

برصغیر کا طول و عرض ان کی مساعی کا معترف و مداح ہے، مسلمانوں کی اس فتنہ کی حقیقت سے آگاہی علماء دین کی انھی پیہم کوششوں کا نتیجہ ہے جدوجہد کے ان مراحل میں ایک ایسا موڑ بھی آیا جو اس معرکہ حق و باطل میں بلاشبہ ایک عظیم فتح ہے۔ ہماری مراد ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کی وہ تاریخ ساز آئینی ترمیم ہے جس کی رو سے مرزائیوں (قادیانی، لاہوری) کو غیر مسلم اقلیت اور ختم نبوت کے خلاف عقیدہ، یا عمل یا تبلیغ کو قابل سزا جرم قرار دے دیا گیا۔ آئین کی دفعہ ۲۶۰ شق ۲ کے بعد یہ نئی شق درج کی گئی۔

" جو شخص خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر قطعی اور غیر مشروط طور پر ایمان نہیں رکھتا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد کسی مفہوم میں یا کسی بھی قسم کا نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا جو کسی ایسے مدعی کو نبی یا دینی مصلح تسلیم کرتا ہے۔ وہ آئین یا قانون کی اغراض کے لئے مسلمان نہیں ہے۔"

اس سے قبل مرزائیوں کے لئے اسلامی اصطلاحات اور دینی شعائر کے استعمال کی ممانعت کا مطالبہ دینی، مذہبی اور علمی طور پر تھا لیکن آئین کی اس ترمیم کے بعد مسلمانوں کو قانوناً یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے سچے دین کے شعائر اور اصطلاحات کو کفر کی اشاعت و تبلیغ کا ذریعہ بننے سے روکیں۔

نبی، رسول، صحابی، ام المومنین، اہل بیت، علیہ السلام، رضی اللہ عنہ، مسجد اور اذان وغیرہ ایسے الفاظ ہیں جو اسلام کے سوا آج تک کسی ملت کے لئے نشان نہیں ہوئے۔ ایک قطعی الثبوت کا فر کو نبی، رسول اور علیہ السلام کہنا خدا کے غضب کو جوش دلانا ہے۔ اس مسئلہ میں عالم اسلام ہی نہیں دنیائے عالم کے عیسائی اور یہودی بھی مسلمانوں کے ساتھ شریک ہیں کہ نبی اور رسول کا لفظ خدا کے سچے قاصد اور پیغمبر کے لئے استعمال ہوتا ہے یہی حال دیگر شرعی اصطلاحات کا ہے جنہیں کوئی غیر مسلم شرعاً قانوناً اور اخلاقاً استعمال نہیں کر سکتا۔

مرزائیوں کا خود کو غیر مسلم نہ کہنا

قادیانیوں کے مذکورہ پمفلٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ مرزائی اپنے آپ کو کافر نہیں کہہ سکتے۔

جہاں تک کہنے اور سمجھنے کی بات ہے تو اگر مرزائی اپنا کفر تسلیم کرلیں تو بحث ختم ہو جاتی ہے مسلمانوں کی طرف سے مطالبہ تو یہی ہے کہ جب غلام احمد اور اس کے متبعین بالاجماع دائرۂ اسلام سے خارج ہیں اور شریعت کے اس فیصلے کو پارلیمنٹ قانون کی حیثیت دے چکی ہے تو اب اس کے خلاف اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنا نہ صرف شریعت بلکہ قانون کی بھی صریح خلاف ورزی ہے۔ افسوس کہ مسلمانوں کی طرف سے قانون پر عملدر آمد کے مطالبے کو بھی زیادتی اور جارحیت قرار دیا جا رہا ہے۔ کیا یہ خود جارحیت نہیں ؟

اگر مرزائیوں کو اپنا کفر و ارتداد "اسلام" نظر آتا ہے تو کیا ہم قرآن و سنت کو چھوڑ کر ان کی ہاں میں ہاں ملا دیں۔

ع ممکن ہے تو جس کو سمجھتا ہو بہاراں
اوروں کی نگاہوں میں وہ موسم ہو خزاں کا

مرزا صاحب کی "پاکیزہ زبان"

مرزائی کتابچہ شکوہ کناں ہے کہ "مرزائیوں کے خلاف مسلمانوں کی تحریک انتہائی فحش کلامی پر مشتمل ہے، ایسی زبان استعمال کی جا رہی ہے کہ اسے نقل کرنا بھی کسی شریف انسان کا قلم گوارا نہیں۔"

یہ ایک دعویٰ ہے جس کی کوئی دلیل پیش نہیں کی گئی اگر مرزائی حضرات برا نہ منائیں تو کچھ دلائل ہم مہیا کئے دیتے ہیں اور وہ بھی مرزائی عقائد کے اعتبار سے مستند و معتبر یعنی بانیٔ قادیانیت مرزا غلام احمد صاحب کے ملفوظات و رشحاتِ قلم سے، فیصلہ قادیانیوں پر چھوڑتے ہیں کہ وہ مرزا غلام احمد کو تہذیب و اخلاق اور شرافت کے کس منصب پر بٹھاتے ہیں۔

مرزا صاحب لکھتے ہیں:

کل مسلم یقبلنی و یصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا

(ترجمہ) کل مسلمانوں نے مجھے مان لیا ہے اور تصدیق کی ہے مگر کنجریوں کی اولاد (حرامزادوں) نے مجھے نہیں مانا۔

(آئینہ کمالات ص۵۴۷ طبع اول)

اپنے ایک مخالف حضرت مولانا سعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہیں:

ع آذیتنی خبثاً فلست بصادق
ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء

(ترجمہ) (سعد اللہ) تو نے اپنی خباثت سے مجھے تکلیف پہنچائی میں صادق نہیں ہوں گا اگر تو ذلت کی موت نہ مرے۔ اے کنجری کے بیٹے۔

مرزا صاحب ہی رقمطراز ہیں:

"اب جو شخص زبان درازی سے باز نہ آئے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔ حرامزادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے۔ (انوار الاسلام ص۳۰ مصنفہ مرزا قادیانی)

اپنے مخالفین سے:

" ان العدا صاروا خنازیر الفلا
ونساؤھم من دونھن الاکلب "

(ترجمہ) میرے دشمن جنگل کے سور اور ان کی عورتیں کتیوں سے بد تر ہیں۔ (رسالہ نجم الہدیٰ ص۱۰ مصنفہ غلام احمد)

مخدوم حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والا صفات تمام علماء کے نزدیک یکساں مقتدر و محترم ہے۔ ان کے بارے میں مرزا صاحب کے الفاظ ملاحظہ فرمایئے۔

" میرے مقابلے میں بیٹھ جاتے تاکہ دروغگوبے حیا کا منہ ایک ہی ساعت میں سیاہ ہو جاتا۔ ان لفظوں کو کیوں ہضم کر لیا جو در حالت سکوت ہماری طرف سے آپ کی نذر ہو جائیں۔ یہ گرہ کھاتا ہے اے جاہل بے حیا، خبیث طبیع، کذاب، مرتد، ملعون، فرومایہ، کمینہ، گمراہی کے شیخ دیر، بدبخت۔ (نزول المسیح صفحہ ۹۵ تا ۷۶)

واضح رہے کہ یہ الفاظ ایسے شخص کے قلم اور زبان سے نکلے ہوئے ہیں جو محض مجدد و مصلح ہی نہیں بلکہ مستقل نبی اور رسول ہونے کا جھوٹا مدعی ہے۔ اور اس کے پیروکار نہایت مظلومانہ انداز میں مسلمانوں سے شرلیفانہ روش کی درخواست کر رہے ہیں۔

کہ الٰہی یہ تیرے سادہ لوح بندے کدھر جائیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے میدان میں سب و شتم کے طوفان اور سنگریزوں کی بوچھاڑ میں اپنے معصوم ہاتھ بارگاہ ایزدی میں اٹھائے تو لبوں پہ آنے والی دعا، تھی اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

(خداوند میری قوم کو ھدایت فرما۔ یہ ناواقف ہیں)

ذرا اپنے مخالفین کے بارے میں مرزا صاحب کا لب ولہجہ ملاحظہ ہو۔

" کوئی نرا بے حیا نہ ہو تو اس لئے چارہ نہیں کہ میرے دعوے کو اسی طرح مان لے۔ جیسا اس نے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کو مان لیا ہے۔

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۴۳ مصنفہ مرزا قادیانی)

" نادان، بدبخت، شقی۔ ظالم طبع مخالفوں نے جھوٹ کی نجاست کھائی بعض مردوں کی طرح۔ بعض کتوں کی طرح، بعض بھیڑیوں کی طرح، بعض سوروں کی طرح، بعض سانپوں کی طرح ڈنگ مارتے ہیں۔ اے بے حیا قوم۔ خبیث طبع لوگ۔ اے نادانو، عقل کے اندھو۔ (مرزا صاحب کی مختلف کتب اعجاز احمدی تبلیغ رسالت، خطبہ الہامیہ اور حقیقۃ الوحی وغیرھا سے)

مرزا صاحب کی " تہذیب واخلاق" متانت و شرافت " اور "حسن گفتار و کردار کے بہت سے نمونے ان کی تصانیف کی شکل میں ہمارے سامنے ہیں جنہیں ہم نقل کرکے قارئین کو بدمزہ نہیں کرنا چاہتے۔ جو کچھ نقل ہو چکا ہے اسی پر اکتفا کرتے ہوئے دوسروں پر فحش کلامی کا الزام لگانے والوں سے عرض ہے کہ

اتنی نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدِ ن النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا۔

بقیہ :۔ عشق رسول

(۷) بہر حال ربیع الاول کے مبارک مہینہ میں ایک تحریک ذکر فضائل نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہوتی ہے مگر کبھی ربیع الاول سے پہلے کبھی بعد میں کیوں کہ اس ماہ کے قرب سے بھی کچھ انوار محسوس ہونے لگتے ہیں اور کیوں نہ ہو۔ اس ماہ میں ایسی ذات کی تشریف آوری ہوئی ہے۔ جو مجمع الانوار اور منبع الانوار۔ (نورالنور صفحہ ۲۰۳)

ارشادات مذکورہ سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ حکیم الامتؒ ماہ ربیع الاول کی فضیلت کے نہ صرف قائل بلکہ اس ماہ مبارک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر کرنا بھی باعث خیر وبرکت جانتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ جب کسی کو کسی سے انس ہو جاتا ہے تو پھر اس کی طرف منسوب شدہ ہر چیز سے بھی عقیدت پیدا ہو جاتی ہے یہی حال حضرت حکیم الامتؒ کا تھا۔ (جاری ہے)

بقیہ :۔ کھلا خط

قلم دل میں ڈبویا جا رہا ہے کہ گویا نیا منشور لکھا جا رہا ہے۔
میں کشتی میں اکیلا تو نہیں ہوں دیکھو میرے ہمراہ دریا جا رہا ہے

آخر میں پوری قوم اپنے محترم صدر جناب جنرل محمد ضیاالحق صاحب کو قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے آرڈی ننس کے نفاذ پر دل مبارکباد پیش کرتی ہے۔

نیز ملازمین ڈیپارٹمنٹ آپ سے ملتمس ہیں کہ مشکوک پمفلٹ کی رو سے مسٹر جلیل ڈائریکٹر بلڈنگز اینڈ کنٹونمنٹس قادیانی ہیں اور محکمہ میں سب سے بڑی (کلیدی) پوسٹ پر بیٹھ کر مسلمان ملازمین کی بیخ کنی کر رہے ہیں ان کو فوری طور ان کے موجودہ عہدے سے سبکدوش کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

جاری کردہ

ملازمین کنٹونمنٹ بورڈ وملٹری اسٹیٹ دفاتر پاکستان (راولپنڈی)

قادیانیوں کی چیرہ دستیاں

سرکاری ملازمین کے فنڈ پر قادیانی کا شب خون

شہر کراچی میں فرقہ قادیانیت کے فروغ و تبلیغ پر سرکاری ملازمین کے فنڈز سے کروڑوں روپے غبن کا انکشاف

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے محب وطن اور محب اسلام ارباب حل و عقد سے، یوزیڈ تاثیر عقیدے کے اعتبار سے قادیانی ہیں اور احمدیہ جماعت کی انفارمیشن سروس کے ڈائریکٹر ہیں۔ ان کے خلاف ایکشن لینے اور اس کی تمام جائیداد (غیر قانونی) اور اس کے زیر اثر کروڑوں روپے کے اکاؤنٹس کو منجمد کرکے غیر جانبدارانہ تحقیقات کرانے کی

اپیل

مسٹر یوزیڈ قادیانی کے کئی روپ

جب یہ فرقہ قادیانی کے اخبار "المصلح" کراچی کے ایڈیٹر تھے۔ تو ان کا نام "عبداللطیف" تھا۔ اب بحیثیت سیکرٹری سندھ گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لمیٹڈ دفتر واقع گلشن اقبال بلاک ۵ کراچی میں ان کا نام یوزیڈ تاثیر درج ہے۔ شناختی کارڈ پر ان کا نام یوسف زئی تاثیر ہے۔ تاثیر احمد کے نام سے وہ جماعت احمدیہ کے انفارمیشن سروس کے ڈائریکٹر ہیں اور اسی نام سے صدر پوسٹ آفس میں ایک پوسٹ بکس ۲۱۵ بھی موجود ہے۔

مسٹر تاثیر قادیانی کا خفیہ مشن

قادیانیوں کے ترجمان "الفضل" نامی اخبار کے جنرل منیجر مسٹر گیلانی ربوہ سے کراچی آئے تو مسٹر تاثیر نے شیزان ہوٹل میں ایک پرتکلف دعوت کا اہتمام کیا۔ مسٹر گیلانی نے مسٹر تاثیر کو ہدایت کی وہ سندھ گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کی زمین میں قادیانیوں کے لئے علیحدہ سیکٹر قائم کرے تاکہ مرزائیوں کو وہاں آباد کرکے ایک قادیانی نگر بنایا جائے چنانچہ سیکٹر ۲ میں جو سب سے عمدہ سیکٹر ہے زیادہ تر قادیانیوں کو الاٹمنٹ دیا گیا۔ مزید براں قادیانی فرقہ کے لوگوں کے لئے مسلم ٹاؤن نامی سوسائٹی مسٹر تاثیر نے قائم کی جسے بعد میں کسی مصلحت کے تحت ختم کرکے اس کے اکثر ارکان قادیانی جو سرکاری ملازم بھی نہیں۔ انہیں خاص ہدایت کی بنا پر خصوصاً سندھ گورنمنٹ ایمپلائز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کا رکن بنایا گیا۔

مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور انہیں قادیانی بنانے کی کوشش میں اس مذکورہ سوسائٹی کے فنڈز سے بے دریغ اخراجات

مسٹر تاثیر ۱۹۷۵ء کے بعد ہر سال لوگوں کو بذریعہ ہوائی جہاز دسمبر کے آخری ہفتہ ربوہ کی یاترا کے لیے لے جاتے ہیں تاکہ مسلمانوں میں سے ہر سال نئے قادیانی بنائے جاسکیں۔ قادیانیت کے اس فروغ کے لئے تاثیر صاحب کے پاس رقم کہاں سے آتی ہے۔؟ جبکہ موصوف مذکورہ سوسائٹی کے اعزازی سیکرٹری ہیں۔ حکومت سندھ کے گریڈ ۱۸ کے ملازم ہیں۔ یقیناً وہ سوسائٹی مذکورہ کے فنڈز سے قادیانیت کے فروغ کے لئے بے دریغ خرچ کرتے ہیں۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ میرے ہاتھ بہت لمبے اور باثر ہیں اور میرے ساتھ پوری قادیانی جماعت ہے۔ بھلا بے چارے سرکاری ملازمین مجھ سے باز پرس کی کیسے جرات کرسکتے ہیں۔

مذکورہ سوسائٹی کے قیام سے پہلے مسٹر تاثیر قادیانی کی حیثیت

اس سوسائٹی کے قیام سے پہلے مسٹر تاثیر کی حالت بہت خستہ تھی اور موصوف سرکاری کوارٹر واقع اے لیاری لائن کوارٹر نمبر ۳۲۲/۶ میں رہائش پذیر تھے۔ اور بمشکل تمام گھریلو اخراجات پورے کرپاتے تھے۔ (اس کا ثبوت پیش کیا جاسکتا ہے۔) کیونکہ یہ گریڈ نمبر ۱۱ کے کول ڈیپارٹمنٹ میں ملازم تھے اور ہیں۔ مذکورہ سوسائٹی کے قیام کے بعد مسٹر تاثیر قادیانی کی قسمت بدل گئی اور موصوف کی زندگی عیش و عشرت۔ اور ٹھاٹھ باٹھ میں گزرنے لگی۔ مسٹر تاثیر قادیانی نے سوسائٹی کے قیام کے بعد اس پر اپنا قبضہ جمالیا۔ اور ہر حربہ استعمال کیا۔ سوسائٹی کے بائی لاز تک کو تین مرتبہ یکسر تبدیل کردیا۔ موصوف آج اپنی کارگزاریوں کی بدولت گلشن اقبال کراچی میں لاکھوں روپے کی جائیداد کے مالک بن بیٹھے ہیں۔

ایک روایت کے مطابق مسٹر تاثیر قادیانی نے ایک مسلمان لڑکی نرگس رشید کو دولت کے لالچ میں پھانس کر قادیانی بنایا اور اس سے شادی کرلی اور اس کی بہن نصرت رحمٰن کو بھی اپنے شوہر سے جدا کر کے قادیانی بنادیا جو آج کل اس کے ساتھ رہتی ہے۔ نرگس رشید سوسائٹی مذکورہ کی رکن مجلس عاملہ ہیں۔ اور اسلامیہ کالج کراچی میں نفسیات کی لیکچرار ہیں۔ اور تاثیر قادیانی کی دوسری بیوی ہیں۔ اور موصوفہ کے نام مندرجہ ذیل جائیداد العظمت اسکوائر فیز ۲ گلشن اقبال کراچی میں خریدی گئی۔:

- (۱) دکان نمبر ۸/۱ (۲) دکان نمبر ۸/۱۵ (۳) دکان نمبر ۱۶/۱ (۴) دکان نمبر ۱۶/۱۵ (۵) بنگلہ نا گزری فلیٹ (۶) بنگلہ نمبر ۸/۱۹۱ بلاک نمبر ۵ گلشن اقبال
- مسٹر تاثیر کی پہلی بیوی اور بچوں کو گلشن اقبال میں بنگلہ نمبر ۵۱/۸ بلاک نمبر ۲ میں خرید کر دیا گیا۔
- مسٹر تاثیر نے اپنی ذاتی رہائش کے لیئے ایک عالیشان بنگلہ نمبر ۶/۸ بلاک نمبر ۲-۱۳ گلشن اقبال میں خریدا۔
- اس کے علاوہ موصوف نے دیگر جائیداد۔ بینک بیلنس میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ بلاواسطہ، بالواسطہ اور فرضی ناموں سے مذکورہ سوسائٹی کے بڑے بڑے ٹھیکے اور ٹینڈر لے کر کثیر رقم ہتھیائی جاتی ہے۔
- مذکورہ سوسائٹی کا گلشن اقبال بلاک ۵ والا آفس ڈھائی لاکھ کا خرید کر رسید چار لاکھ کی حاصل کی گئی۔
- مذکورہ سوسائٹی کی رقم مبلغ آٹھ لاکھ اٹھاسی ہزار اٹھارہ روپیہ

اتھتر پیسے کو اپنے ذاتی اکاؤنٹ نمبر ۲۳۴ نیشنل بینک دھوراجی برانچ کراچی میں جمع کرائی۔

اگر ان شواہد کی روشنی میں غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائی جائے تو مزید سنسنی خیز انکشافات ہونے کے قوی امکانات موجود ہیں۔ قادیانی فرقہ کا اس سوسائٹی کو قائم کرنے کا مقصد دراصل یہ ہے۔ کہ سرکاری افسران سے میل جول بڑھا کر اپنے مشن کو کامیاب بنایا جائے۔ اور رقم کا حصول حکومت سندھ کے ملازمین کا فنڈ ہے۔ اس لیئے اس سوسائٹی پر قادیانیوں کا قبضہ ضروری ہے۔ تاکہ اپنی من مانی کرنے میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہو۔ دفتری کام کے لیئے قادیانی اسٹاف۔ مبارک احمد، منیر احمد، عزیز، نیازی۔ مجلس عاملہ کے سات (۷) ممبروں میں سے تقریباً اکثریت قادیانیوں کی ہے۔ (۱) تاثیر قادیانی (سیکریٹری) ۲۔ محمد احمد راجپوت قادیانی (۳) نرگس رشید قادیانی (۴) نصرت رحمٰن قادیانی (۵) ممبر محمد انور جو کہ تاثیر کا خاص الخاص آدمی تھا۔ اس لیئے اس کے انتقال کے بعد اس کی جگہ قادیانی فرقہ کا سرگرم رکن مسٹر شاہین چوہدری کو ممبر مجلس عاملہ بنایا جارہا ہے۔ مسٹر سعید الدین قادیانی نہیں لیکن باقی لوگوں کی صف میں شامل کردیا ہے۔ ہادی حسین شاہ کی غیر قادیانی ہونے کی وجہ سے کوئی آواز نہیں۔ اور چیئرمین سوسائٹی مذکورہ قادیانی نہ سہی لیکن ان کی سرپرستی ہی تاثیر قادیانی کے لیئے کافی ہے

سچے مسلمان کے لیئے غور و فکر کی دعوت ہے یہ جہاد فی سبیل اللہ ہے ہر مسلمان چاہیے کردہ اس کار خیر میں اپنی بساط کے مطابق حصہ لے۔ اللہ تعالیٰ اس کا اجر دے۔ وہی ہماری مدد اور رہنمائی فرمائے گا۔

منجانب
انجمن صدائے حق
کورنگی کے ایریا کراچی۔
حسن عباس، ذوالفقار علی، عباس علی، گل محمد خان
کالے میاں، یوسف، احسان، منان اور دیگر حضرات

اکابر دیوبند اور عشقِ رسول ﷺ

قسط ۲

حکیم الامت حضرت تھانوی اور بارگاہ سیّد الرسل ﷺ

مولانا محمد اقبال رنگونی ۔ مانچسٹر۔

حضرت مولانا عبد الماجد دریا آبادی لکھتے ہیں۔

بزرگ میں نے اپنی عمر میں بہت دیکھ ڈالے اور تذکرے بھی بہتوں کے اس تفصیل واستناد سے سنے کہ گویا انہیں بھی دیکھ لیا۔ عابد و زاہد بھی چلہ کش و مرتاض بھی صاحب کشف وکرامات بھی ان میں یقیناً بہت سے اچھے لوگ بھی ہوں گے۔ اللہ کے برگزیدہ متقی اور مقبول لیکن مصلح مربی۔ اصلاح کرنے والا۔ تربیت سے لگانے والا حضرت تھانوی کا مثیل و نظیر کوئی نظر سے نہیں گزرا۔ اور نہ سننے میں آیا۔ (معاصرین صہ ۱۵)

آگے کہتے ہیں۔ جہاں تک علوم باطنی کا تعلق ہے یعنی اسلامی سلوک کا تعلق ہے۔ انشاء اللہ اس دعوے کی لاج اللہ رکھے گا۔ کہ تاریخ امت میں کوئی ہستی مرشد، مربی و مصلح ان سے برتر نظر نہیں آتی۔ غزالی کا مرتبہ بے شک بہت بلند ہے۔ بلکہ یہ کہئے دیکھئے کہ حضرت تھانوی کے زمانے سے قبل انہیں کا مرتبہ بلند ترین ہے لیکن تربیت السالک وغیرہ میں جیسی جیسی گتھیاں سلجھ کر آ گئی ہیں۔ ان کے بعد حضرت تھانوی کا پلہ کچھ بھاری ہی نظر آئے گا۔ حکیم الامت جس کسی نے ان کا لقب اول بار رکھا وہ بجائے خود بھی ایک حکیم اور عارف اور ترجمان حقیقت تھا۔ (صہ ۱۲)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:۔

بزرگ اور بھی بہت دیکھنے میں آئے۔ سب اپنی اپنی جگہ قابل تعظیم واحترام لیکن بہ حیثیت مصلح مزکی ومعلم ومرشد حضرت (تھانوی) کو فرد فرید پایا۔ (آپ بیتی ۲۶۸)۔

حضرت علامہ زاہد الکوثری مصری اپنے مجلہ شیخ الاسلام میں علماء ہند کی دینی خدمات کا تعارف کراتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں کہ:۔

(ترجمہ) اور اسی طرح کے کام میں مشغول ہو گئے۔ یکتائے زمانہ علامہ یگانہ روزگار عالم شیخ المشائخ۔ محدث کبیر، کھرے اور کھوٹے کی پرکھ رکھنے والے مولانا حکیم الامت محمد اشرف علی تھانوی صاحب تالیفات کثیرہ جن کی تصانیف کی چھوٹی بڑی کتب کی تعداد پانچ سو کو پہنچ چکی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے کتاب احیاء السنن اور کتاب جامع الآثار فن حدیث میں تالیف کی ہے۔ حق تعالیٰ ان کی عمر دراز فرمائے۔ ان کے مصنف کا نام (یعنی حضرت تھانوی کا نام) ہی ان تالیفات کی تعریف کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ اور وہ دونوں کتب ہندوستان میں طبع ہوئی ہیں۔ مگر ان کے مطبوعہ نسخوں کے ختم ہو جانے کے سبب ان کا ملنا دشوار ہے۔ کیونکہ اس عالم ربانی کی تالیفات کو حاصل کرنے کی رغبت رکھنے والوں کی تعداد کثیر ہے۔ اور حضرت مولانا اس وقت ۸۰ سال کو پہنچ رہے ہیں ان کی ذات ستودہ صفات ہندوستانی بلاد میں باعث برکت ہے۔ اور علماء ہند کے ہاں ان کا بڑا مقام ہے حتیٰ کہ علمائے ہند نے ان کو حکیم الامت کا لقب دیا۔ (اعلاء السنن جلد ۱ صہ ۲۳ ماہنامہ الرشید جولائی ۷۶ء)

شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم اسرار خودی کے ضمن میں مقالات میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں مثنوی مولانا رومؒ کی تفسیر میں مولانا اشرف علی تھانویؒ کا مقلد ہوں۔

تشکیل پاکستان

برصغیر پاک و ہند کے مسلمان اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ تحریک آزادی ہند اور تحریک پاکستان میں علماء دیوبند کی قربانیوں اور کوششوں کو بہت دخل ہے۔ آزادی ہند کی تاریخ میں شیخ الکل حضرت حاجی امداد اللہؒ حضرت مولانا نانوتویؒ، حضرت مولانا گنگوہیؒ نے شاملی کے میدان میں جہاد بالسیف میں بھی بھرپور حصہ لیا تھا تاکہ مسلمان انگریزوں کی غلامی سے نجات حاصل کر سکیں۔ اس جہاد میں ان کے کئی رفقاءؒ نے جام شہادت نوش کیا۔ لیکن یہ تحریک برابر پروان چڑھتی رہی۔ بالآخر شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ، حضرت مولانا مدنیؒ، حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی کی کوششوں سے متحدہ ہندوستان آزاد ہوا۔

اسی طرح دارالعلوم دیوبند کے اکابرین تحریک پاکستان اور نظریۂ پاکستان کے نہ صرف حامی بلکہ پیش پیش رہتے تھے۔ دارالعلوم دیوبند کے سرپرست حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے اس نظریہ و تحریک کو اپنی مجلس عام

میں کئی بار ظاہر فرمایا بلکہ اس کا کل خاکہ اور حصول کا پروگرام بھی مرتب کر دیا تھا۔ آپ نے شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور حضرت مولانا عبدالماجد دریاآبادیؒ کے سامنے پاکستان کی تجویز پیش کی اور فرمایا:

"جی یوں چاہتا ہے کہ ایک خطہ پر خالص اسلامی حکومت ہو۔ سارے قوانین و تعزیرات وغیرہ کا اجراء احکام شریعت کے مطابق ہو، بیت المال قائم ہو، نظام زکوٰۃ رائج ہو۔ شرعی عدالتیں قائم ہوں، مسلمانوں کو اس کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ ہندوؤں سے مل کر یہ مقصد حاصل نہ ہوگا" (ماہنامہ الرشید ساہیوال)

اسی لیے مولانا دریاآبادی نقوش و تاثرات میں لکھتے ہیں کہ:

"پاکستان کا تخیل خالص اسلامی حکومت کا خیال یہ سب آوازیں بہت بعد کی ہیں۔ پہلے پہل اس قسم کی آوازیں انہیں کانوں میں پڑیں۔۔ نفس مقصد یعنی حکومت کافرانہ سے گلو خلاصی اور دارالاسلام کے قیام میں تو حضرت ہم لوگوں سے کچھ پیچھے نہ تھے۔ عجب نہیں کہ کچھ آگے ہی ہوں۔ حضرتؒ کی گفتگو میں یہ جز بالکل صاف تھی کہ حضرت کو حکومت وقت سے جو مخالفت تھی وہ اس کے کافرانہ ہونے کی بنا پر تھی نہ اس کے بدیسی یا غیرملکی ہونے کی بناء پر" (نقوش و تاثرات صفحہ ۲۳)

یہ اعتراف دانشمان ہندوستان کے اس عظیم صحافی کا ہے جو شروع شروع میں سیاسی لحاظ سے حضرت تھانویؒ کے ہم خیال نہ تھے۔ بلکہ کانگریس کی حامی جماعت سے تعلق رکھتے تھے اور آپ ارباب کانگریس کو بالخصوص اور عام دنیا کو بالعموم "سچی باتیں" سنانے میں ہندو پاک میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ (سیرت اشرف از منشی عبدالرحمٰن خان صاحب صفحہ ۵۴۶)

آنریری سیکرٹری پنجاب پراونشل مسلم لیگ آرگنائزیشن کمیٹی کی معرفت سر سکندر حیات خان وزیر اعلیٰ پنجاب نے حضرت تھانویؒ کو ایک خط لکھا اس کے جواب میں حضرت نے ایک تاریخی اور بصیرت افروز جواب تحریر فرمایا، اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

"احقر تو مسلم لیگ کا ہمیشہ حامی ہے۔ اور یہ حمایت کسی غرض کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کی دینی اصلاح میں اس وقت مسلم لیگ ہی میں شامل ہونے میں کچھ دیکھ رہا ہوں الخ (مکاتبات و واردات صفحہ ۲۰۵)

بیس بڑے مسلمان صفحہ ۲۶۴)

یہی وجہ ہے کہ قائداعظم محمد علی جناحؒ حضرت تھانویؒ سے بہت متاثر تھے ایک مرتبہ کہنے لگے کہ:

"مسلم لیگ کے ساتھ ایک بہت بڑا عالم ہے جس کا علم و تقدس اگر ایک پلڑے میں رکھا جائے اور دوسرے پلڑے میں تمام علماء کرام کا تقدس و تقویٰ رکھا جائے تو اس کا پلڑا بھاری ہوگا۔ وہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی سرپرست علمائے دیوبند ہیں۔"

ان تاریخی حقائق کے باوجود علمائے دیوبند خصوصاً حضرت تھانویؒ کی خدمات کا اعتراف نہ کرنا حقیقت سے آنکھیں چرانا ہے اور تاریخی حقائق کو مسخ کرنے کے مترادف ہوگا ۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

رحلت

علم و حکمت واقف اسرار شریعت و طریقت کا وہ آفتاب جو ۱۲۸۰ھ کو طلوع ہوا تھا بالآخر ۱۳۶۲ھ میں ہمیشہ کے لیے داغ مفارقت دے گیا۔ آخری پانچ برس سے علالت میں اضافہ ہوتا گیا علاج بھی ہوتا رہا مگر بقول:

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

لیکن اس حالت میں بھی حفظ شریعت کا خیال برابر رہتا تھا حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تعلیم و ترغیب میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی۔ اسی دوران ایک مرتبہ کہیں سے ۳۰۰ روپے کا منی آرڈر آیا اس میں لکھا تھا کہ میں نے ایک منت مانی تھی اگر کاروبار میں کامیابی ہوگئی تو ۳۰۰ روپے حضرت والا کی خدمت میں ارسال کروں گا چنانچہ آپ اس کے مالک ہیں جہاں چاہیں صرف فرمائیں۔ حضرت حکیم الامتؒ نے اس کا جواب بخود تحریر فرمایا کہ:

"پہلے تو تم نے لکھا ہے کہ آپ مالک ہیں بعد میں اختیار خرچ کرنے کا دیا ہے اور یہ صیغہ توکیل کا ہے چونکہ مالک بنانے اور وکیل بنانے میں شرعاً فرق ہے لہٰذا واپس کیا جاتا ہے" (بیس بڑے مسلمان صفحہ ۲۲۵)

اللہ اکبر! حفظ شریعت کا ایسا خیال اور اس کا اتنا اہتمام کسی سے ممکن بھی ہے؟ اور یہ تو ایک مثال ہے ورنہ وہاں تو روز و شب یہی حال ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں ذرہ بھر فرق آنے آپ اس کے لیے ہرگز تیار نہ تھے ۔

اولٰئک آبائی فجئنی بمثلہم
اذا جمعتنا یا جریر المجامع

بہرکیف علم دوستی کا وہ چراغ جو کئی برس کے مرض کے تیز و تند جھونکوں سے بجھ بجھ کر سنبھل سنبھل جاتا تھا بالآخر سہ شنبہ یعنی ۱۷/ رجب المرجب ۱۳۶۲ھ کو ہمیشہ کے لیے بجھ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حکیم الامتؒ کی اس جدائی کو قریب قریب سب جماعتوں نے بالاتفاق محسوس کیا۔ ہم ذیل میں ایک اقتباس نقل کرتے ہیں جس سے دیگر جماعتوں کی قلبی کیفیات کا اندازہ لگانا مشکل نہ ہوگا۔ رسالہ البرہان دہلی اگست ۱۹۴۳ء میں اس حادثہ کا اظہار اس طرح کیا گیا کہ:

آہ حکیم الامتؒ! یوں تو موت اس عالم آب و گل کی ہر اس چیز کے لیے مقدر ہے جو زندگی کا عارضی لباس پہن کر بساط ہستی پر نمودار ہوتی ہے لیکن جس طرح زندگی، زندگی میں فرق ہوتا ہے اسی طرح ہر ایک کی موت بھی یکساں نہیں ہوتی۔ کبھی کبھی ایسی اموات بھی واقع ہو جاتی ہیں جو صرف افراد و اشخاص کی اموات نہیں ہوتیں بلکہ ان ہزاروں لاکھوں انسانوں کی عمارت حیات بھی اس سے متزلزل ہو جاتی ہے جو مرنے والے کے دامن عقیدت و ارادت سے وابستہ ہیں پھر اس کی موت کا ماتم آنکھوں کے چند قطرہ ہائے اشک سے نہیں ہوتا بلکہ ہزاروں دلوں کی پر سکون آبادیاں ایک مستقل غم کدہ آمال و امانی بن کر رہ جاتی ہیں۔ امیدوں اور دلوں کے چراغ بجھ جاتے ہیں، نشاط و کامرانی حیات کے آتش کدے سرد ہو جاتے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس حادثہ جانکاہ نے کائنات عالم کی ہر چیز کو اداس و غمگین بنا دیا ہے۔ اسی قسم کی ایک موت پر عربی شاعر نے کہا تھا ؎

وما کان قیس ھلکہ ھلک واحد
ولکنہ بنیان قوم تھدما

قیس کا مرنا صرف ایک شخص کا مرنا نہیں بلکہ ایک قوم کی بنیاد تھا جو منہدم ہو گئی۔

گذشتہ رات حکیم الامتؒ کا سانحہ ارتحال پیش آیا وہ اسی قسم کا سانحہ تھا۔ حضرت مولاناؒ جس طرح شریعت کے عالم متبحر تھے طریقت و سلوک میں بھی مقام رفیع کے مالک تھے ان کی ذات علوم ظاہری و باطنی کا مخزن تھی۔ علم سفینہ سے زیادہ علم سینہ ان کا اصل جوہر اور زیور تھا۔ خود ایک درویش گوشہ نشین تھے مگر ان کا آستانہ بڑے بڑے ارباب ثروت و دولت اور اصحاب علم و فضل کی عقیدت گاہ تھا جو بات اور جو عمل تھا اخلاص اور دیانت کے ساتھ تھا۔ دنیوی وجاہت و شہرت اور مال و حرص و آز کا شائبہ دل کے آس پاس بھی کبھی گزر نہ ہوا تھا۔ ان کی زندگی اتباع سنت کا ایک زندہ درس اور ان کی گفتگو اسرار و رموز طریقت کا دفتر گرانمایہ۔ تقویٰ و طہارت تفقہ فی الدین شرعی علوم میں مہارت و بصیرت راست گفتاری اور مخلصانہ عمل کوشی انابت الی اللہ۔ بے لوث خدمت دینی بے غرضانہ تلقین رشد و ہدایت حضرت مرحوم کے اوصاف عالیہ اور فضائل حمیدہ تھے جو ہر موافق و مخالف کے نزدیک برابر مسلم رہے۔

رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ آمین
برحمتک یا ارحم الراحمین۔

(نوٹ) مزید حالات کے لیے اشرف السوانح حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوبؒ سیرت اشرف مرتبہ خواجہ منشی عبدالرحمن صاحب اور بیس بڑے مسلمان مرتبہ مولانا عبدالرشید صاحب کا مطالعہ کیا جائے۔

حکیم الامتؒ کو سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس قدر گہری عقیدت و محبت تھی اس کا اندازہ ذیل کے چند ارشادات سے ہو جائے گا۔

ماہ ربیع الاول کی فضیلت

سب مسلمان جانتے ہیں کہ ربیع الاول کا مہینہ بہت ہی بابرکت اور عظیم ہے۔ اس ماہ مبارک میں رحمۃ للعالمین خاتم النبیین سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی جو عالم انسانیت کے لئے نعمت عظمیٰ ہے۔ حکیم الامتؒ کی زبان فیض ترجمان سے اس ماہ کی فضیلت سنیئے! آپ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

(۱) اس ماہ مبارک کی یہ فضیلت کافی ہے کہ یہ زمانہ ہے تولد شریف حضور پر نور سید بنی آدم فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ (مسنون اعمال ص۹)

(۲) ایک وعظ میں فرماتے ہیں کہ اس ماہ کی برکت اور فضیلت کے سب ہی قائل ہیں ایسا کون ہوگا جو اس دن بلکہ اس ماہ کی برکت کا قائل نہ ہو۔

لھذا الشھر فی الاسلام فضل — ومنقبۃ تفوق علی الشھور
ربیع فی ربیع فی ربیع — ونور فوق نور فوق نور

اور میں (حکیم الامتؒ) اسپر اضافہ کر کے کہتا ہوں:

ظہور فی ظہور فی ظہور — سرور فی سرور فی سرور

(وعظ السرور ص۳۹)

(۳) ایک جگہ فرماتے ہیں ،

ماہ ربیع الاوّل شریف کو شرف اس لیے ہیں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اس ماہ میں ہوئی اور جس زمانہ میں آپ کی ولادت ہوئی وہ ماہ ایسا نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے اس ہی شرف نہ آئے جیسے کہ ولادت شریف کا مکان اسی وجہ سے معظم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت ہے اسی طرح وہ زمان بھی شریف ہوگا جس زمانہ میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی ہے ۔ خوب کہا ہے ؎

در منزلے کہ جاناں روزے رسیدہ باشد باخاک آستانش داریم مرحبائے
بجائیکہ نشان کف پائے تو بود سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

(۴) میرا کئی سال سے یہ معمول رہا ہے کہ یہ جو مبارک زمانہ ہے جس کا نام ربیع الاوّل کا مہینہ ہے جس کی فضیلت بیان سے باہر ہے جب یہ مبارک مہینہ آتا ہے تو ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ فضائل جن کا خاص تعلق ولادت شریفہ سے ہوتا ہے مختصر طور پر بیان کرتا رہتا ہوں اور یہ ایک امر طبعی ہے کہ

جس زمانہ میں کوئی امر واقع ہوا ہو اس کے آنے سے دل میں اس واقعہ کی طرف خود بخود خیال ہوجاتا ہے ۔ اور خیال کو یہ حرکت ہونا جب طبعی امر ہے تو زبان سے ذکر ہوجانا کیا مضائقہ ہے ۔ (المولد القریشی فی المولد البرزخی صفحہ ۳)

(۵) میرا اکثر مذاق یہ ہے کہ ربیع الاوّل کے مہینہ میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کچھ بیان کرنے کو جی چاہتا ہے کیوں کہ یہ مہینہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کا ہے ۔ اس وقت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ ہونے کے ساتھ دل میں پیدا ہوئی ۔ (نورالنور صفحہ ۲۳۳)

(۶) اس ماہ کے لیے اسلام میں ایک فضیلت ہے اور ایسی منقبت و فضیلت ہے کہ جو بعض حیثیتوں سے تمام مہینوں کی منقبت پر بڑھی ہوئی ہے ۔ اس ماہ میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی پس اس خاص حیثیت سے اس کو رمضان پر بھی فضیلت حاصل ہے ۔ (الظہور صفحہ ۳) باقی صفحہ ۱۲ پر

قادیانی کیا کر رہے ہیں

ایک کھلا خط

کون سنے فریاد

اشاعت میں

کاپی بجانب ہمدردانہ غور : امداد

عزت مآب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب ۔ صدر پاکستان

میر علی احمد تالپور صاحب ۔ وزیر دفاع پاکستان

سیکرٹری جنرل ڈیفنس ۔ سول سیکرٹریٹ نمبرا

چیئرمین سروسز ٹریبونل ۔ راولپنڈی

چیئرمین مجلس شوریٰ و ممبران مجلس شوریٰ ۔

چیف جسٹس اسلامی شریعت کورٹ اسلام آباد

خطیب جامع مساجد پاکستان

علماء کرام اور اسلام دوست احباب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

محترمی جناب سردار محمد اقبال صاحب

محتسب اعلیٰ وفاقی ۔ راولپنڈی، اسلام آباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

مقام مسرت ہے کہ مملکت اسلامیہ پاکستان کا ہر مسلمان خواب غفلت سے بیدار ہو کر اور حکومت کے شانہ بشانہ چل کر پاکستان کو صحیح معنوں میں ایک اسلامی مملکت بنانے کی طرف گامزن ہے غیر اسلام کے نام لیوا قومی پلیٹ فارم پہ آ کر اللہ اور پیارے نبی صلعم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے در پہ ہیں۔

وہ جانے گا سے تحقیر اپنی ہیں ورنہ کاٹ دوں گا زنجیر اپنی
خودکشی کو ہزاروں نام دے کر بڑھا دی لذت تقریر اپنی

آج کل ملک کے طول و عرض میں قادیانی ازم کے خلاف جلسے جلوس نکل رہے ہیں۔ اگر غور سے مطالعہ کیا جائے تو حقیقت کھل کر سامنے آ

جماعت اور وقت چاہتا ہے کہ پر پرزے نکالنے والی اس جماعت کو اپنی حدوں کے اندر رہنے پر مجبور کیا جائے اور یہی ہمارے آئین کے رو سے ہونا چاہیے۔

قوم صرف یہ چاہتی ہے کہ انہیں کلیدی اسامیوں سے ہٹایا جائے اور بس ــ ان کی اپنی پہچان ہو ۔ ان کی اپنی عبادت گاہیں اور اپنے قبرستان ہوں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ایسے لوگ کون ہیں اور کہاں کہاں بیٹھے ہیں۔ حکومتی سروے کے مطابق سب کی نشاندہی ہو چکی ہے صرف لائحہ عمل بنانا ہے۔ کہ انہیں کس طرح اپنی حیثیت میں رکھا جائے چنانچہ ہر مسلمان کی نشاندہی کرنے میں حکومت کی مدد کرے تو بہتر ہوگا۔

؎ بات چل نکلی ہے اب دیکھیے کہاں تک پہنچے

پچھلے کئی ماہ سے DMLC ڈیپارٹمنٹ کے ملازمین دبی زبان میں اپنے ڈائریکٹر مسٹر عبدالجلیل خان کی ستم ظریفیوں۔ بے جا نوازشوں اور محکمہ میں افراتفری پھیلانے کے متعلق آواز اٹھا چکے ہیں مگر بے سود۔ اللہ نے بھی موصوف کی رسی دراز کر رکھی ہے۔ شاید کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

؎ دل بہل جائے اس کا مجھے اندازہ ہے۔
بات یہ ہے کہ میرا زخم ابھی تازہ ہے

مسٹر جلیل ان گنت جرموں کے مجسم ہیں۔ انہوں نے کیا کچھ نہیں کیا۔ ماتحت طبقہ کو تو چھوڑیے اپنے استادوں تک کو نہیں معاف کیا سردار زماں، زندہ خان محمود، میاں اقبال اور الانوار السلام درانی انہی کے ڈسے ہوئے ہیں گے

زباں پہ مہر خموشی لگانے والے بھی
گھٹن کے زہر کی شدت سے نہ بچ پائیں گے

پچھلے دنوں اپنے ڈیپارٹمنٹ کے چند انجینئرز اور DMECS کو جبری ریٹائر کر چکے ہیں۔ ان کے حالات تو دیکھیں۔ اگر متعلقہ لوگ بھی ڈاکو تھے تو کیوں نہ انہیں پولیس کے حوالے کیا گیا۔ اسلام میں کسی سے رزق چھیننے کا حق کسی شخص کو نہیں دیا گیا۔ پھر انہوں نے ایسا کیوں کیا؟ ابھی کئی دوسرے ملازموں پر بھی نظریں جمائے بیٹھے ہیں مگر شاید اللہ کریم کی طرف سے ان ملازمین کا رزق DMLC ڈیپارٹمنٹ میں باقی ہے۔ مگر پھر بھی موصوف حیلے بہانے بنانے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ اپنے چہیتے اینگلو انڈین افسروں سے اسٹاف کی رپورٹیں خراب کروا کر انہیں اپنا شکار بنانا خوب آتا ہے۔ مگر

اپنے کس کس زخم کو آواز دوں
دیکھتا ہوں کہ تاب گویائی نہیں

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اسلام کا نام سب حکمرانوں کی زبان پر رہا مگر ان کے دل کے کسی گوشے میں بھی اس کا وجود نہ تھا۔ آخر فوجی انقلاب آیا ظلمتوں کے گہرے بادل چھٹ گئے اور اسلام کا پرچم ایک نئے انداز سے لہرانے لگا نیز اسلامی نظام کی راہیں ہموار ہونے لگیں۔

چراغ بجھ گئے لیکن ضیائیں روشن ہیں
نئے چراغ ہم اس نور سے جلائیں گے

مگر یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ابھی بھی مخالفین ہماری راہوں میں رکاوٹیں کھڑی کر رہے ہیں۔ اس میں بیرونی اور اندرونی طاقتیں دونوں شامل ہیں مگر اپنے گھر میں بیٹھے قادیانی افسران سرفہرست ہیں جو ملک کی بڑی بڑی پوسٹوں یعنی کلیدی آسامیوں پر بیٹھ کر سارے نظام کو درہم برہم کر رہے ہیں۔ بے چینی پھیلا رہے ہیں۔ ملتجی ہیں کہ DMLC ڈیپارٹمنٹ کے ایسے افسر عبدالجلیل قادیانی محکمے کے غریب اور ستم رسیدہ ملازمین کی گلو خلاصی کروائی ورنہ کئی گھر مزید اجڑ جائیں گے۔ کئی بیویاں بیوہ ہو جائیں گی اور کئی بچوں کے سروں سے ان کے والدین کا سایہ اٹھ جائے گا اور یتیم ہو کر در در بھٹکتے پھریں گے۔ مت بھولیے کہ ہم سب بھی باری تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔

باقی صفحہ پر

بقیہ: قادیانی: ماضی، حال اور مستقبل

میں اسلام نافذ ہو گیا تو سب سے زیادہ زد ان پر ہی پڑے گی۔ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں انھوں نے اپنا سارا وزن پیپلز پارٹی کے پلڑے میں ڈال دیا تھا اور سوشلزم کا لبادہ اوڑھ کر انھوں نے اسلامی نظام کے علمبرداروں کو گلا پھاڑ پھاڑ کر گالیاں دی تھیں۔ واقف کار جانتے ہیں کہ ان دنوں پیپلز پارٹی کے جلوسوں میں "مفتی تھاہ۔ ڈالری تھاہ" اور "سو یہودی ایک مودودی" کے نعرے لگانے والے زیادہ تر قادیانی نوجوان ہی ہوا کرتے تھے۔ کچھ لوگوں کو خطرہ ہے کہ یہ زخم خوردہ نوجوان اب "الذوالفقار" میں شامل ہو کر تخریب کاری کے راستے پر چل نکلیں گے۔

امت مسلمہ کا دوسرا نام امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بھی ہے اگر کوئی شخص یا گروہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت سے انکار کر کے کسی نئے نبی کو ماننے لگتا ہے تو وہ خود بخود امت محمدیہ سے خارج ہو جاتا ہے، لیکن قادیانیوں نے نیا نبی بھی کھڑا کر رکھا ہے اور امت مسلمہ سے باہر بھی نہیں نکلتے۔ نبی کھڑا کرنے پر ہمیں ایک لطیفہ یاد آگیا ہے۔ جس کے راوی ہمارے ایک دوست پروفیسر نظام خان مرحوم ہوا کرتے تھے، وہ ایک مرتبہ کسی امتحان میں سپرنٹنڈنٹ بن کر ربوہ تشریف لے گئے ان دنوں مرزا ناصر احمد جو بعد میں مرزائیوں کے "خلیفہ ثالث" مقرر ہوئے، ربوہ تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل تھے۔ نظام خان مرحوم بتایا کرتے تھے کہ ان کے قیام ربوہ کے دوران تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں ایک علمی تقریب منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی پنجاب کے چیف جسٹس جسٹس کیانی مرحوم تھے۔ کالج کے ناصر احمد نے اپنی تقریر کے دوران مہمان خصوصی کو بتایا کہ جب ہم لوگ شروع شروع میں ربوہ میں آباد ہوئے تو یہاں درخت یا سبزہ نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ ہم نے یہاں دور دور تک گڑھے کھودے۔ جن میں باہر سے لا کر زرخیز مٹی ڈالی، پھر ان میں پودے لگائے ان کی آبیاری کی۔ لہٰذا آپ اس سنگلاخ زمین میں آج جو تناور درخت دیکھ رہے ہیں، یہ سب ہماری محنت شاقہ کا نتیجہ ہے۔ جسٹس کیانی مرزا ناصر کی تقریر پر ہلکے سے مسکرائے لیکن جب ان کی تقریر کی باری آئی تو انھوں نے مرزا ناصر کی اس بات کا حوالہ دے کر کہا کہ مرزا صاحب نے اپنی جس کامیابی کا ذکر کیا ہے، میں اس کا معترف ہوں اور ان کی محنت کی داد دیتا ہوں۔ پھر جسٹس کیانی نے ہلکے پھلکے انداز میں فرمایا کہ آپ لوگ واقعی قابل داد ہیں۔ آپ نے جب ختم نبوت جیسی سنگلاخ سرزمین میں نبی کھڑا کر کے دکھا دیا ہے تو ربوہ کی پتھریلی زمین میں درخت کھڑا کرنا آپ کے لیے کون سا مشکل کام تھا۔

(بشکریہ نوائے وقت)

پروفیسر محمد سلیم

قادیانی

ماضی ○ حال ○ اور ○ مستقبل

ذاتی طور پر ہم کسی فرد یا طبقے کی دلآزاری کو گناہ کبیرہ اور معتقدات کو اس کا ذاتی معاملہ سمجھتے ہیں، لیکن گزشتہ پون صدی سے مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان جو کشیدگی پیدا ہو چکی ہے اسے نظر انداز بھی نہیں کر سکتے۔ دنیا بھر میں ہر اقلیت اپنے تحفظ کے لئے اپنا علیٰحدہ تشخص منوانے کی کوشش کرتی ہے، لیکن قادیانی خواہ مخواہ مسلم امّہ میں دغم رہنے پر مصر ہیں حالانکہ نہ انہیں امّت کی خوشی سے خوشی ہوتی ہے نہ ان کی تکلیف پر رنج ہوتا ہے، بلکہ اس کے برعکس انہیں مسلمانوں کی فتح پر صدمہ اور ان کی شکست پر خوشی ہوتی ہے۔ غلامی کے دور میں جب انگریزوں نے بغداد فتح کیا تو ساری امّت اسلامیہ غم سے نڈھال ہو گئی۔ لیکن قادیان میں انگریزوں کی اس فتح کی خوشی میں چراغاں کیا گیا۔ اسلامیانِ ہند انگریز کی غلامی سے نجات پانے کے لیے جب قربانیاں دے رہے تھے تو قادیانی انگریزی سلطنت کی بقاء کے لئے دعائیں مانگا کرتے تھے کیوں کہ انگریز کی وجہ سے ہی انہیں تحفظ حاصل تھا اور وہ امّت مسلمہ کی چھاتی پر مونگ دل رہے تھے۔ دراصل اس دور میں یہ لوگ انگریزی حکومت کے ساتھ اس طرح یکجان ہو چکے تھے کہ یہ اپنے آپ کو اس غیر ملکی حکومت کا حصّہ تصور کرتے تھے بالکل ایسے ہی جیسے دیسی عیسائی ان دنوں اپنے آپ کو حکمران طبقے میں شامل سمجھا کرتے تھے۔ یہ روایت تو وقار انبالوی صاحب دو تین مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ ۱۹۴۷ء میں جب لاہور میں خضر ٹوانہ وزارت کے خلاف تحریک چل رہی تھی اور مسلمان ہر روز جلوس نکالتے تھے، جن میں "لے کے رہیں گے پاکستان" کے نعرے لگائے جاتے تھے تو لاہور ہائی کورٹ کے قریب لارنس کے بت کے قریب کچھ عیسائی بھی یہ منظر دیکھ رہے تھے، ان میں ایک مہمان بھی تھا، جس نے اپنے لاہوری میزبانوں سے پوچھا کہ یہ لوگ کیوں جلوس نکال رہے ہیں۔ تو اسے یہ جواب دیا گیا کہ "یہ مسلمان آزادی مانگتے ہیں لیکن ہم دیں گے نہیں!"

انگریزوں کے چلے جانے کے بعد قادیانیوں کو بھی محسوس کر لینا چاہیئے تھا کہ اب ان کی من مانی کا زمانہ لد چکا ہے، اب انہیں ایک ایسے معاشرے میں رہنا ہے جو انہیں پسند نہیں کرتا، لہٰذا انہیں بھی محاذ آرائی کی قدیم پالیسی ترک کر دینی چاہیئے لیکن انگریزوں کی شکست کو اپنی شکست سمجھتے ہوئے ان کا غم رفتہ اور بڑھ گیا۔ انگریزی دور میں مسلمانوں کے کوٹے سے انہیں اپنے تناسب سے کہیں زیادہ ملازمتیں ملتی رہی تھیں اور تشکیل پاکستان کے وقت بہت سے اعلیٰ مناصب پر قادیانی فائز تھے۔ اس کی وجہ سے عام قادیانی بھی اپنے آپ کو حکمران طبقہ کا حصّہ سمجھتے تھے۔ لیکن اب وقت بدل چکا ہے اور مسلمان ان کی بالادستی تو درکنار، انہیں اپنا حصّہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ ہیں۔

قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم تو ۱۹۷۴ء میں قرار دیا گیا۔ لیکن مسلمان شروع ہی سے انہیں امّت مسلمہ سے خارج سمجھتے تھے۔ ہمارے ایک رفیق کار رحمت علی مسلم ہوا کرتے تھے جو قادیانی عقائد کے ماننے والے تھے۔ طلبہ ان کے کلاس میں آنے سے قبل ہی بلیک بورڈ پر رحمت علی مسلم کی بجائے "رحمت علی غیر مسلم" لکھ دیا کرتے تھے۔ ہمیں اس وقت ہی یقین ہو گیا تھا کہ یہ آوازِ خلق ایک نہ ایک روز نقارۂ خدا وندی بنے گی، اور بالآخر یہ بات درست ثابت ہوئی۔ قادیانیوں کو چاہیئے تھا کہ وہ اپنے اس "علیٰحدگی" کو خوش دلی سے قبول کر لیتے۔ جب وہ مسلمانوں سے روٹی بیٹی کا رشتہ توڑ چکے ہیں اور قائد اعظمؒ جیسے عظیم محسن کی نماز جنازہ میں بھی شامل نہیں ہوئے تھے تو وہ مسلمانوں سے الگ کیوں نہیں ہو جاتے لیکن وہ ملت اسلامیہ میں شامل رہنے پر مصر رہے اور ساتھ ہی محاذ آرائی کی پالیسی پر بھی عمل پیرا رہے جس کی وجہ سے ان کے خلاف تلخیوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا، حتیٰ کہ حکومت اس امر پر مجبور ہو گئی کہ وہ مسلمانوں سے ان کا تشخص بالکل الگ کر دے۔

قادیانی اب اس اسلامی ملک کے سیکولر اور سوشلسٹ عناصر کے ہاتھ مضبوط کرنے کی کوشش کریں گے اور اس سے قبل بھی ان کی ہمدردیاں انہی جماعتوں کے ساتھ تھیں کیوں کہ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اگر اس ملک

سلسلہ: خصائل نبوی ﷺ

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجعل لا یألوا ما الصق ظہرہ بصدر النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین عرفہ فجعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من یشتری ھذا العبد فقال الرجل یارسول اللہ اذا واللہ تجدنی کاسدًا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکن عند اللہ لست بکاسد او قال انت عند اللہ غال۔

۵۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص جنگل کے رہنے والے جن کا نام زاہر بن حرام تھا وہ جب حاضر خدمت ہوتے جنگل کے ہدایا سبزی ترکاری وغیرہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے اور وہ جب مدینہ منورہ سے واپس جانے کا ارادہ کرتے تھے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شہری سامان خورد و نوش کا ان کو عطا فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زاہر ہمارا جنگل ہے اور ہم اس کے شہر ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے خصوصی تعلق تھا، زاہر کچھ بدشکل بھی تھے ایک مرتبہ کسی جگہ کھڑے ہوئے وہ اپنا سامان فروخت کر رہے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پیچھے سے ان کی کولی ایسی بھری کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہ سکیں انہوں نے کہا اسے کون ہے مجھے چھوڑ دے لیکن جب کن انکھیوں وغیرہ سے دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تو اپنی کمر کو بہت اہتمام سے پیچھے کر کیا کرکے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے ملنے لگے تاکہ جتنی دیر بھی تلبس رہے ہزار نعمتوں اور لذتوں سے بڑھ کر ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کون شخص ہے جو اس غلام کو خریدے۔ زاہر نے عرض کیا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ مجھے فروخت فرما دیں گے تو کھوٹا اور کم قیمت پائیں گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں اللہ کے نزدیک تو تم کھوٹے نہیں ہو بلکہ بیش قیمت ہو۔

فائدہ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھے سے تشریف لاکر کولی بھر لینا اور آنکھوں پر ہاتھ رکھ لینا تو مزاح تھا ہی، یہ ارشاد بھی مزاح ہی تھا کہ اس غلام کا کوئی خریدار ہے اس لیے کہ حضرت زاہر غلام نہ تھے آزاد تھے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بطور مزاح اور تنبیہ کے تھا۔ بعض شراح نے لکھا ہے کہ یہ حدیث صورت میں مزاح ہے لیکن حقیقت کے اعتبار سے بڑی حکمتیں اور اسرار اس میں ہیں اس لیے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے سامان کی فروختگی میں نہایت مشغول پایا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں انہماک اور ان کی توجہ الی اللہ کی کمی کا بظاہر خوف ہوا اس لیے اول کولی بھری کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تلبس رجوع الی اللہ کا ذریعہ ظاہر ہے اور پھر تنبیہ کے طور پر ارشاد فرمایا کہ اس غلام کا کوئی خریدار ہے۔ اس لیے کہ جو شخص غیر اللہ میں اس قدر مشغول ہو وہ گویا اپنی خواہشات کا بندہ ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس تلبس (انابۃ الی اللہ) سے اللہ کی طرف توجہ تام حاصل ہو چکی تھی اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ان کو مژدہ سنایا کہ اللہ کے نزدیک تم کم قیمت نہیں ہو بلکہ بیش قیمت ہو۔

۶ حدثنا عبد بن حمید حدثنا مصعب بن المقدام حدثنا المبارک بن فضالۃ عن الحسن قال اتت عجوز النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یارسول اللہ ادع اللہ ان یدخلنی الجنۃ فقال یا ام فلان ان الجنۃ لا یدخلھا عجوز قال فولت تبکی فقال اخبروھا انھا لا تدخلھا وھی عجوز ان اللہ تعالیٰ یقول اِنَّآ اَنْشَاْنٰھُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰھُنَّ اَبْکَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا۔

۶ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بڑھی عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) دعا فرما دیجئے کہ حق تعالیٰ جل شانہ مجھے جنت میں داخل فرما دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت میں بڑھی عورت داخل نہیں ہو سکتی۔ وہ عورت روتی ہوئی لوٹنے لگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے کہہ دو کہ جنت میں بڑھاپے کی حالت میں داخل نہیں ہوگی بلکہ حق تعالیٰ شانہٗ سب اہل جنت عورتوں کو نوعمر کنواریاں بنا دیں گے اور حق تعالیٰ جل شانہ کے اس قول انا انشانا ھن انشاء فجعلنا ھن ابکارا الآیۃ میں اسی کا بیان ہے۔ جس کا ترجمہ اور مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے یعنی ہم نے ان کو ایسا بنایا کہ وہ کنواریاں ہیں (بیان القرآن) یعنی ہمیشہ کنواریاں ہی رہتی ہیں صحبت کے بعد پھر کنواریاں بن جاتی ہیں۔

بقیہ از مرزا کے الہامات

اشکال اور ہندسوں والے الہامات

(۱) مرزا صاحب کو ۲ مارچ ۱۸۸۶ء کو اشکال اور ہندسوں میں جو عجیب الہامات ہوئے وہ بطور نمونہ درج ہیں

(۲) ۲۸ – ۱۶ – ۱۴ – ۲ – ۲۷ – ۲ – ۲۶ – ۲ – ۲۸ – ۱

۲۳ – ۱۵ – ۱۱ – ۱ – ۲ – ۲۷ – ۱۴ – ۱۰ – ۱ – ۲۷

۲۸ – ۲۷ – ۱۹ – ۱۱ – ۲۴ – ۱۴ – ۱۱ – ۷ – ۱ – ۵

۲۴ – ۲۳ – ۳۲ – ۱۱ – ۱۴ – ۷ – ۲۳ – ۱۴ – ۱ – ۱

۱۴ – ۵ – ۲۸ – ۷ – ۳۴ – ۱ – ۷ – ۷ – ۳۴ – ۱۱ – ۱۹

انگریزی الہامات

(۱) گاڈ از وِد یو (۲) آئی شیل ہیلپ یو (۳) وَرڈز آف گاڈ کین ناٹ ایکس چینج (۴) یو ہیو ٹو گو امرتسر (۵) ہی ہالٹس اِن پشاور (۶) گاڈ از کمنگ بائی ہز آرمی (۷) آئی شیل گِو یو اے لارج پارٹی آف اسلام (۸) آئی ایم کوارلر (۹) آئی ایم بائی عیسیٰ (۱۰) ہی از اِن ڈسٹرکٹ یو ٹو گل ابیں۔

(مرزا غلام احمد کے یہ خدائی انگریزی الہامات ہیں۔ خدائی کو ہے۔ کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ خدا انگریزی بھی نہیں جانتا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانی جارحیت کا سدباب

آپ کیا کر سکتے ہیں؟

مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کی طرف سے قادیانی جارحیت کے سدباب، مولانا محمد اسلم قریشی کی بازیابی اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے عملی تقاضوں کی تکمیل کے لئے پر امن جدوجہد جاری ہے اور انشاء اللہ جاری رہے گی۔

اس سلسلہ میں آپ مرکزی مجلس عمل کے ساتھ یوں تعاون کر سکتے ہیں کہ

★ اپنے شہر، قصبہ، یا گاؤں میں قادیانیوں کی آبادی کا سروے کریں اور یہ معلومات حاصل کریں کہ کتنے قادیانی رہتے ہیں اور کس پیشہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

★ قادیانی عبادت گاہوں اور ان کے حدود اربعہ کے کوائف معلوم کر کے ریکارڈ معلوم کریں۔

★ تجارتی مراکز، راشن ڈپوؤں، لوکل کونسلوں اور دیگر مقامی محکموں میں قادیانیوں کا تناسب معلوم کریں اور متعلقہ قادیانیوں کی فہرست مرتب کریں۔

★ اپنے علاقے کے سرکاری محکموں میں قادیانی ملازمین کی فہرست مرتب کریں اور ان کے مصدقہ کوائف تحریر کریں۔

آپ یہ معلومات مرکزی مجلس عمل کے رابطہ آفس واقع دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان، دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت اندرون سیالکوٹی دروازہ گوجرانوالہ کو تحریری طور پر ارسال کریں۔

منجانب

مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان

کراچی میں دفتر: مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر ۳

WEEKLY **Khatme-Nubbuwat** KARACHI
Registered S. No. 3220

قادیاں لندن میں

عناد اور بغض کی تصویر بن کر
گئے لندن بشیر الدین محمود

یہ مقصد آپ کا ہے اس سفر میں
کہ سرحد پر بچھا دی جائے بارود

دکھائے یورپ اگر اس کو بتی
جہنم کی لپیٹ جس میں ہو موجود

یہ ساری سرزمیں پھر بھک سے اڑ جائے
اور افغانوں کی جمعیت ہو نابود

کوئی اس دیں کے دشمن کو سمجھائے
کہ ساری کوششیں تیری ہیں بے سود

بھلا برطانیہ کو کیا پڑی ہے
کہ دوزخ میں تیری خاطر پڑے کود

ہے تو بھی کیا کسی کرنیل کی میم
بھگا کر لے گئے ہوں جس کو مسعود

مولانا ظفر علی خاں